Scanned with CamScanner

مختصر تعارف "ہندوستان کا قدیم مروجہ پردہ"
از: عبدالصمد قادری رضوی اورنگ آبادی

دورِ حاضر میں سیلاب کی طرح بڑھتے ہوئے بے حیائی اور بے پردگی کو دیکھتے ہوئے تقریباً ۹ سال قبل میں نے یہ کتاب شائع کروا کر ملک کے متعدد مقامات پر پہونچایا تھا۔ اس وقت اس کے نسخے قریب ختم کے ہیں اس لیے نئے ذرائع سے آپ تک پہونچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

کتابِ ہذا آج سے تقریباً ۸۲ سال قبل اسلامی شرعی پردے کا مخالفت کرتے ہوئے ریڈیٹر جلیل قائد "رسالہ پیام نسواں" لکھنؤ کے چند سوالوں کے جواب میں حضرت مولانا محمد عرفان علی قادری رضوی بیسلپوری علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی تھی جو قرآن و حدیث اور فقہائے کرام کے فرامین کے عین مطابق ہے۔ مزید بر آں اس کے آخر میں حضور صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت اور مفتیٔ نانپارہ علیہما الرحمۃ والرضوان کی تائید و تقریظ بھی حاصل ہے۔

اس کے بعد ضمیمہ کے طور پر فقیر قادری نے بھی علمائے اہلسنت کے چند فتاوے اور ان کی اس موضوع پر قیمتی تحریروں کو شامل کتاب کر دیا ہے۔ جس میں پردے کے ساتھ ہی ساتھ شادی بیاہ کے متعلق جو ضروری باتیں ہیں اسے درج کر دی گئیں ہیں تاکہ اہلِ اسلام اسے پڑھیں اور اپنے مستورات کو شرعی پردہ والا لباس پہنائیں اور انہیں ہر ممکن پردہ میں رہنے اور پردہ کے ساتھ باہر آنے جانے کی تاکید اور تلقین کرتے رہیں۔ اور شادی بیاہ میں خرافات، تصویر کشی و ویڈیو گرافی اور غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی سے بچنے کی کوشش کریں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کو ضرور یاد رکھیں کہ رشتہ ناطہ کرنے سے پہلے ہونے والے رشتہ دار کے متعلق کسی دین دار سنی عالم کی موجودگی میں ان کے ایمان و عقائد کی صحیح جانکاری خوب اچھی طرح حاصل کر لیں۔ اس لیے کہ دورِ حاضر میں تقیہ بازی کر کے وہابی، دیوبندی، تبلیغی، مودودی، ندوی، نیچری، رافضی، خارجی، شمع نیازی اور صلح کلی وغیرہم بہت ہی عیاری اور مکاری سے کام لیتے ہیں اور اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لیے لڑکے کی شادی کرنی ہو تو جہیز کا مطالبہ ہی نہیں کرتے اور لڑکی کی شادی کرنی ہو تو جہیز اور نقدی خوب دیتے ہیں تاکہ سنی عوام لالچ میں پڑ کر اپنے بیٹے اور بیٹیوں کا نکاح وہابیوں، دیوبندیوں وغیرہ سے کرنے میں ہچک نہ دکھائیں۔ اس طرح بہت سارے سنی بدعقیدگی کے شکار ہو گئے حالانکہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کے حوالہ سے سرکار اعلیٰحضرت نے تحریر فرمایا ہے:۔

"وہابیت ارتداد ہے، مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ نہ کافر سے، نہ مرتد سے، نہ مسلمان سے (فتاویٰ رضویہ قدیم ج۔۵ صـ ۳۲۹) پھر فرماتے ہیں:۔ جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اس پر فرض فرض فرض ہے

کہ فوراً فوراً اس سے جدا ہو جائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں۔ بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں، طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو، یہاں تو نکاح ہی سرے سے نہ ہوا، نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کے لیے عدت نہیں۔ بلا طلاق بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ (ملخصاً فتاوی رضویہ قدیم ج ۵ ص ۳۳۲)

خوش عقیدہ مسلمان درج ذیل شعر پر عمل پیرا رہیں

اپنے مذہب کو نہ ہرگز چھوڑئیے — بدعقیدوں سے نہ رشتہ جوڑئیے

بے ادب جو ہے رسول اللہ کا — کیا تعلق ہم سے اس گمراہ کا

اس سے رشتہ ناطہ کرنا کیوں گوارہ ہو گیا — جو نبی کا نہ ہوا کیسے تمہارا ہو گیا

اس کتاب کو نیٹ پیر ڈالنے کا کام بھی محب قلبی برادر طریقت جناب عرفان رضا قادری رضوی زید مجدہ نے انجام دیا ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ موصوف کو اور اس خالص دینی اشاعتی کاموں میں دامے، درمے، سخنے حصہ لینے والے مسلمانوں کی کاوشوں کو بطفیل سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے اور ہم سبھوں کو دنیا و آخرت کے ہر بلا اور ہر مصیبت سے بچائے اور آخرت کی ہر خوشی اور ہر نعمت عطا فرمائے۔ حق پر استقامت عطا کرے اور ہر فرض، ہر واجب اور ہر سنت کو ان کے حقوق پیر ادا کرتے ہوئے خاتمہ ایمان پیر نصیب فرمائے۔ قبر و برزخ کی منزل آسان فرمائے اور میدان محشر میں آقا و مولیٰ شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

امام عشق و محبت سرکار اعلیٰحضرت ارشاد فرماتے ہیں:

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے — مبارک ہو شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے — جو ان کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

المعلن:۔ فقیر عبد الصمد قادری رضوی النوری۔ قادری منزل۔ رفیع گنج۔ ضلع اورنگ آباد (بہار) انڈیا ۹ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ شب جمعہ مبارکہ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۲۲ء

Mob:- 9764135477 — 6204351217

+91 8292960660

خوش عقیدہ مسلمانوں کے لئے ضروری ھدایت

از: حضور بدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان

عورتیں پردہ کو فرض جانیں۔ ہر نا محرم سے پردہ فرض ہے۔ نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں جس کپڑے سے بال یا بدن چمکے اسے پہن کر یا کلائی، پنڈلی، گلا، سینہ کھلا رہنے کی حالت میں جس طرح اجنبی کے سامنے آنا حرام ہے یوں ہی اپنے جیٹھ، دیور، بہنوئی، سگے چچازاد بھائی، خالہ زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے حرام ہے بدانجام ہے۔ مردوں پر بھی فرض ہے کہ اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں وغیرہ محارم کو بے پردگی سے بچائیں، پردے کی تاکید کریں اور عدم تعمیل پر جنھیں سزا دے سکتے ہیں انھیں سزا دیں۔ جو مرد اپنے محارم کی بے پردگی کی پروانہ کرے غیر محرموں کے سامنے پھرائے خصوصاً اس طرح کہ بے پردگی کے ساتھ بعض اعضاء کی بے ستری بھی ہو وہ دیوّث ٹھہرے گا۔ والعیاذ باللہ۔

سنیما بینی کی وبا اسلامی معاشرہ کی دشمن ہے اور اب تو اس تاریک دور میں ٹیلی ویژن کا ظالم بت، باپ، بیٹا، بیوی، بہو، بیٹی، بہن اور داماد سب کی غیرت وحیا، شرم ولحاظ کو بری طرح لوٹ رہا ہے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھروں کو اس ظالم بت کی نجاست سے پاک کریں۔

اللھم اصلح امۃ سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم ارحم امۃ سیدنا محمد ﷺ ط اللھم اغفر لامۃ سیدنا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(منقول: از روداد مدرسہ غوثیہ بڑھیا۔ ۱۴۰۳ھ تا ۱۴۰۴ھ)

بفیض روحانی:۔ تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم قدس سرہ

بحمدہ تعالیٰ رسالہ ہدایت قبالہ مسمی

ہندوستان کا (قدیم) مروجہ پردہ

جس میں دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان کا مروجہ پردہ اسلامی پردہ ہے جو گھروں میں رہنے والی شریف زادیوں میں رائج ہے ہندوستان میں جن آزاد خیال مستورات عورتوں کے اتباع سے بے پردہ باہر نکلنا شروع کیا ہے تو سراسر قرآن پاک کی نافرمانی اور احادیث نبویہ سے سرتابی ہے ان کی اس بے پردگی کی تائید کسی آیت وحدیث سے نہیں ہوسکتی۔

تصنیف لطیف

از

حضرت مولانا محمد عرفان علی صاحب قادری رضوی بیسلپوری ڈپٹی خزانہ پینشنر

ناشر

فقیر عبدالصمد قادری رضوی عفی عنہ

دارالعلوم گلشن رضا۔ رضا نگر کولمبی ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

PIN-431722

Mob-09764135477

نام کتاب...... ہندوستان کا مروجہ پردہ (تقریبا ۶۷ رسال قبل کے احوال کے مطابق)

مصنف..... حضرت مولانا محمد عرفان علی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیسلپوری (ڈپٹی خزانہ پٹنہ)

بسعی جمیل..... خلیفہ حضور بدر ملت حضرت مولانا صوفی عبد الصمد قادری رضوی نوری عفی عنہ

کمپوزنگ سیٹنگ...... حضرت مولانا جعفر علی رضوی ثقافی بلرام پوری وانوار رضا قادری امجدی

کمپوزنگ وتصحیح....... حضرت مولانا عمران سعید مصباحی وحامد رضا فیضی استاذ دار العلوم ہذا

تسہیل .... حضرت مولانا اقبال احمد صاحب صدر المدرسین ادارہ ہذا

سن طباعت........ پہلی بار ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء

// //..... عرصہ دراز کے بعد دوسری بار ماہ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۰۱۳ء

تعداد....................۱۱۰۰

ملنے کے پتے

(۱)....دار العلوم گلشن رضا رضا نگر کولبی ضلع نانڈیڑ (مہاراشٹر) موبائل نمبر 9764135477

(۲)..... کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ رٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶، ۲۳۲۴۳۱۸۷۔۰۱۱

(۳).... الحاج اورنگ زیب بھائی یار علوی تھانہ روڈ پچپڑوا ضلع بلرام پور، موبائل نمبر 9956689276

(۴)...... مدرسہ گلشن بدر رضا۔ مقام رضا نگر حسام پور ڈاک خانہ بنکسری ضلع بلرام پور (یوپی)

(۵)...غلام حضرت بھائی قادری خانقاہ قادریہ رضویہ بدریہ (A/Z) گادی والے امبرناتھ ویسٹ ضلع تھانہ

(۶).... قادری منزل محلہ بابوگنج رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار) پن نمبر ۸۲۴۱۲۵

(۷)...... دار العلوم نعیم الرضا۔ رضا نگر جروا روڈ تلسی پور ضلع بلرام پور

عرض ناشر

برادران اسلام! دور حاضر میں جس طرح کفر وارتداد اور بدعقیدگی و بے دینی کا زور جس تیزی کے ساتھ عالم اسلام میں بڑھتا جارہا ہے اسی طرح سینما، ٹی۔وی، موبائل، انٹرنیٹ، مخلوط تعلیم گاہ اور مخلوط نوکری کے ذریعہ بے حیائی و بے پردگی کا بازار روز بروز گرم ہوتا جارہا ہے۔ نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کو جانوروں کے قطار میں کھڑا کردیا ہے اور اسلامی تہذیب وتمدن اور معاشرہ کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ بہت پہلے ڈاکٹر اقبال نے مسلمانوں کے ایسے ہی احوال کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود	یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ایسے ناگفتنی حالات میں بہ نیت خیر خواہیٔ مسلمین آج سے تقریباً ۳۱ سال پیشتر کی لکھی ہوئی کتاب بنام "ہندوستان کا مروجہ پردہ" کو اپنے ادارہ کے شعبہ نشر واشاعت کی جانب سے کمپوزنگ وتسہیل کے ساتھ طبع کروا کر منظر عام پر لایا جارہا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ دلائل سے پُر ہے اور یہ کتاب خلیفہ اعلیٰ حضرت مصنف بہار شریعت اور خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مفتی نان پارہ قدس سرہم کی تقریظ وتصدیق سے مزین ہے کتاب کے اخیر میں پردہ سے متعلق چند ضروری باتیں اور اہم فتاویٰ کا اضافہ کیا گیا ہے جنہیں مسلمان بھائیوں تک پہونچانے کی اشد ضرورت ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ بطفیل سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور اس عاصی پر معاصی اور جملہ معاونین کے لئے آخرت میں بخشش ونجات کا ذریعہ بنائے اور کتاب کے ذریعہ مسلمانوں کے قلوب واذہان کو اسلامی سانچے میں ڈھلنے اور احکام شرعیہ کی عزت واحترام کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ فراواں نصیب فرمائے۔ اور بے حیائی اور بے پردگی کی لعنت سے دور ونفور رکھ کر انھیں اسلامی پردہ گھر گھر میں رائج کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین وعلیٰ الہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر عبد الصمد قادری رضوی غفرلہ، خادم مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

دوشنبہ مبارکہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیبِہِ الکَرِیم

دیباچہ

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں　　اکبر حیا سے غیرت قومی میں گڑ گیا
پوچھا جو ان سے پردہ تمہارا کدھر گیا　　کہنے لگیں کہ مردوں کی عقلوں پہ پڑ گیا

برادران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدیرہ رسالہ پیام نسواں لکھنو نے میرے والد صاحب کی خدمت میں رسالہ پیام نسواں بطور نمونہ بھیجا جناب والد صاحب نے مدیرہ صاحبہ سے پردہ کے متعلق ان کے خیالات دریافت فرمائے اس کے جواب میں مسٹر جلیل قائد صاحب مینجنگ ایڈیٹر نے ایک خط بھیجا جس میں ہندوستان کے مروجہ پردہ کی (جو ہندستان کی گھروں میں رہنے والی شریف زادیوں میں رائج ہے) مخالفت کرتے ہوئے جناب والد صاحب کو تحریر کیا کہ میں ممنون ہوں گا اگر آپ اپنے دلائل اور خیالات سے مجھے مستفید فرمائیں گے جناب والد صاحب نے ان کے خط کے جواب میں بیس سوالات تحریر فرما کر بھیجے جن میں جناب جلیل قائد صاحب کے دلائل مندرجہ خط کا رد بلیغ فرمایا ہے اور پردہ کی ضرورت کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ جو پردہ ہندوستان کی شریف زادیوں میں رائج ہے وہی اسلامی پردہ ہے یہ وہ لاجواب سوالات ہیں جن کا مطالعہ ہر مسلمان مرد وعورت پر ضروری ہے تاکہ اس پر آشوب زمانہ میں مستورات بے پردگی کی بلا میں گرفتار ہونے سے محفوظ رہیں اور مغربی ممالک کی نیم برہنہ پھرنے والی

عورتوں کا اتباع نہ کریں یہ سوالات پیام نسواں بابت ماہ فروری، مارچ، اپریل ۱۹۴۰ء
میں شائع ہو چکے ہیں میں ان سوالات اور جناب جلیل صاحب قائد کے خط کو بصورت
رسالہ شائع کرتا ہوں والد صاحب نے نظر ثانی کر کے ان سوالات میں بعض جگہ مفید اضافہ
کیا ہے آخر میں جناب والد صاحب کے دو مضمون "مساوات کی چیخ و پکار اور اس کے
برے نتائج"، "گھر والی" اور ایک نظم "فرمانبردار عورت کا ترانہ" کو بھی درج رسالہ ھذا
کرتا ہوں کہ ان تینوں میں بھی حامیان آزادی نسواں کے شیش محلوں پر گولہ باری کی گئی ہے
ادارہ رسالہ پیام نسواں نے ماہ فروری کے رسالہ میں بیس سوالات کے شروع میں ایک
افتتاحیہ نوٹ لکھا ہے اور بعدہ کل سوالات چھپنے کے بعد مسٹر جوش ملیح آبادی کی ایک تحریر "
پردہ" ماہ مئی ۱۹۴۰ء کے رسالہ میں شائع کی ہے اس تحریر میں تہذیب کو بالائے طاق رکھ کر
صوفیائے عظام وعلمائے کرام کی نسبت نہایت گندے اور کریہہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن
کو پڑھنے سے مسلمان کا دل لرزتا ہے والد صاحب کا مضمون "مساوات کی چیخ و پکار" انھیں
دونوں تحریروں کی رد میں ہے ترکی بترکی جواب لکھنے کو خلاف انسانیت سمجھ کر نہایت متانت
اور سنجیدگی سے جواب لکھا ہے جس کا کوئی لفظ دائرہ تہذیب سے باہر نہیں۔

محمد میاں بیسلپوری عفی عنہ

۷۸۶/۹۲

ہندوستان کا مروجہ پردہ

مسٹر جلیل قائد صاحب کا خط

محترمی سلام مسنون.

آپ نے پردہ کے متعلق شمیم صاحبہ کے یا دوسرے لفظوں میں پیام نسواں کے خیالات دریافت فرمائے ہیں مجھے خوشی ہے کہ اس دفعہ آپ نے اظہار رائے کا موقعہ دیا.

پردہ اور دوسرے اسلامی شعار کے متعلق پیام نسواں کی نظر بالکل صاف ہے ہمارے نزدیک وہی پردہ اسلامی پردہ ہے جس کے پیچھے "ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منہا" کی قرآنی تائید موجود ہو اور جس کی عملی مثالیں قرون اولی میں نظر آتی ہوں. عہد خلفا رضوان اللہ علیہم اجمعین میں صحابہ کی بیویاں اور بیٹیاں اگر ایک وقت میں گھروں کی چہار دیواری میں نظر آتی تھیں تو دوسرے وقت بازاروں میں سودا سلف (۱) کرتی اور میدانوں میں جہاد کرتی بھی نظر آتی تھیں. پردے کے اس قرآنی مفہوم اور ان عملی نمونوں کو دیکھ کر کم از کم ہمارا نظریہ تو بالکل صاف ہے کہ آج کل جو پردہ ہندوستان میں رائج ہے وہ سراسر غیر اسلامی ہے ہمارا پردہ قدیم ہندوستان کی رسم و رواج کی پیداوار ہے اور اس نے ہماری عورتوں کی اسلامی زندگی کو خطرناک حد تک تباہ کر دیا ہے کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پردہ کی اس انتہا پسندی نے ہماری ۹۹۹ فی ہزار عورتوں کو تعلیم سے بھی محروم کر دیا ہے اور ان کی صحتیں بھی خراب کر دی ہیں موجودہ پردہ کو نہ ہمارے علما خالص اسلامی پردہ لکھتے ہیں اور نہ

---

(۱) خرید و فروخت

کوئی سنجیدہ آدمی اس جدو جہد کے دور میں اس کی تائید کرسکتا ہے لہذا پیام نسواں کی روش ان حقائق کی روشنی میں یہ ہے کہ وہ مطلق پردہ کا حامی ہے لیکن ہندوستان میں جو مرجہ پردہ ہے اس کو اسلامی تعلیم کے خلاف مسلمانوں کی ترقی کے خلاف اور عورتوں کے انسانی حقوق کے خلاف سمجھتا ہے اور اس میں اس قدر لچک دیکھنا چاہتا ہے کہ ہمارا موجودہ پردہ عہد خلفا کے پردہ کے مطابق ہو جائے تا کہ جنگ وجدل، قتل وغارت اقتصادی تباہی وبربادی اور زندگی کی بے تغیر پزیر حالتوں میں ہماری عورتیں پسپا نہ ہو جائیں بل کہ وہ زندگی کی کشاکش[1] میں مردوں کی دستگیری اسی طرح کریں جس طرح غزوات میں مخدرات[2] اسلام نے کی تھیں۔

یہ ہے ہمارا نظریہ لیکن اس کے باوجود آج تک ہم نے ہندوستان کے مرجہ پردہ کے خلاف براہ راست ایک لفظ بھی نہیں لکھا اور ہمیشہ دوسرے ملکوں کی ترقی یافتہ خواتین کے کارنامے بتا کر یہ بات ان کی خوش فہمی پر چھوڑ دی ہے اور آئندہ بھی یہی روش رہے گی مجھے بے حد مسرت ہے کہ آپ نے اس موضوع پر تبادلہ خیالات کا موقع دیا ہے میں ممنون ہوں گا اگر آپ اپنے دلائل اور خیالات سے بھی مجھے مستفید فرمائیں میں آپ کے خیالات کو شکریہ کے ساتھ پیام نسواں میں درج کردوں گا۔

جلیل قائد منیجنگ ایڈیٹر رسالہ "پیام نسواں" لکھنؤ۔انڈیا

---

[1] کھینچا تانی، چھٹرپ، تکرار [2] پردہ نشیں، پردہ والیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ الدعاۃ الی الدین المتین وعلی اولیاء امتہ وعلماء شریعتہ وعلینا معھم اجمعین۔

الجواب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ۔ سراپا کرم جناب مینجنگ ایڈیٹر صاحب رسالہ "پیام نسواں" لکھنؤ نے اپنی تحریر مورخہ ۷/دسمبر ۱۹۳۹ء میں ہندوستان کے مروجہ پردہ کی مخالفت کرتے ہوئے میرے خیالات دریافت فرمائے ہیں قبل اس کے کہ میں اس موضوع پر قلم اٹھاؤں اور کوئی بسیط مضمون لکھوں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب مینجنگ ایڈیٹر صاحب و تحریک آزادی نسواں کے دیگر حامیان سے چند سوالات کروں تاکہ آئندہ چل کر میری تحریر ان صاحبان کے تمام خیالات کا احاطہ کرلے میں امید کرتا ہوں کہ میرے سوالات کے جوابات نمبروار مع دلائل دیئے جائیں گے اور یہ کہ جو عبارات بطور دلیل اکابر دین کی کتب سے پیش کی جائیں گی وہ بعینہا نقل کردی جائیں گی۔

(۱) کیا سرکار دو عالم ﷺ کے زمانہ میں اور اس زمانے کے بعد خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے زمانے میں مردوں کی مجلس شوریٰ میں امہات المومنین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی بیبیاں، بیٹیاں شریک ہوئی ہیں اگر شریک ہوئی ہیں تو کن کن مجلس شوریٰ میں؟ کیا مستورات نے کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ساتھ بیٹھ کر دینی وملکی امور پر بحث ومباحثہ کیا ہے؟ کیا عام مردوں کے جلسوں میں

تشریف لاکراس زمانے کی پاک بیبیوں نے وعظ و پند سنائی ہیں؟ کیا محرم اور نامحرم مردوں کے ساتھ باغات کی سیر کی ہیں؟ سیر و تفریح کے واسطے کہاں کہاں جایا کرتی تھیں؟ جن صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنھم کے ہمراہ ان بیبیوں کا سفر جہاد میں جانا ثابت ہے وہ بغرض جہاد گئی تھیں یا سفر جہاد میں اپنے شوہروں کی خدمت کے لئے ہمراہ ہوئی تھیں اوران سفروں میں وہ کھلے بندوں بے پردہ پھرتی تھیں یا اپنے ہودجوں [1] خیموں، محملوں [2] میں پردہ کے ساتھ رہتی تھیں اور جن مقدس بیبیوں سے کفار کے ساتھ جنگ کرنا ثابت ہے وہ بوقت ضرورت ومخمصہ [3] تھا یا عام طور پر مردوں کے دوش بدوش [4] ہوکر جنگ کیا کرتی تھیں بعض پاک بیبیوں کا مورخین نے جو جنگ میں پانی پلانا بیان کیا ہے کیا وہ بے نقاب اور بے حجاب تھیں؟ اگر ہاں تو اس کا کیا ثبوت ہے اور کیا اس وقت مسلمان مردوں کو مشاغل جنگ سے فرصت مل گئی تھی اور کیا اس وقت ان زخمی مسلمانوں کو پانی پلانا ضرورت شرعیہ کی حد تک نہیں پہونچ چکا تھا ہر جہاد میں مردوں اور عورتوں کی تعداد کیا تھی اور نہ شریک ہونے والی عورتوں اور شریک ہونے والی عورتوں کا تناسب فی صدی کیا تھا؟

(۲) قرون اولی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی کن کن بیبیوں نے سودا سلف [5] بازار سے خریدا ہے اور سب نے خریدا ہے یا چند نے اور بہ مجبوری خریدنے گئی ہیں یا بلا مجبوری صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بھی اپنی ازواج کے ساتھ ہوتے تھے یا نہیں؟ مجبوراً سودا سلف خریدنے

---

[1] اونٹ کا وہ کجاوہ جس میں عورتیں اونٹ پر بیٹھ کر سفر کرتی تھیں [2] اونٹ کا کجاوہ
[3] جھگڑا، جھنجھٹ [4] کندھے سے کندھا ملا کر [5] ضرورت کا سامان

یا کسی اور مجبوری سے باہر نکلنے کے وقت ان کا جسم کپڑے سے کھلا ہوتا تھا یا ڈھکا اور کھلا ہوتا تھا تو کون کون سا حصہ جسم کھلا ہوتا تھا ان کا لباس باہر نکلتے وقت کس قسم کا ہوتا تھا کیا آج کل کی ساڑی، فراک، جمپر، سوئیٹر، کی طرح بھی کوئی کپڑا باہر نکلتے وقت پہنتی تھیں جن کے زیب تن ہوتے ہوئے بھی کبھی سر کبھی سینہ کبھی نصف یا پورا ہاتھ یا گردن کا اکثر حصہ کھلا ہوا دکھائی دیتا ہے کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کی بیبیاں ایسے باریک کپڑے بھی استعمال کرتی تھیں جن میں سر کے بال بدن کا وہ حصہ جس پر اور کپڑا نہ ہو صاف صاف دکھائی دے مثلاً گھاس ململ اور کریپ کے دوپٹے مہین تن زیب جالی کے کرتے قمیصیں کیا اسی قسم کے دوسرے مہین[1] اور باریک کپڑے کی چادریں باہر نکلتے وقت ان کے سر اور کبھی ان کے کاندھوں پر ہوتی تھیں کیا غیر ممالک کی مستورات کا لباس شرعی لباس ہے اور کیا اس لباس سے اتنا ہی پردہ ہو جاتا ہے جتنا قرون اولی کی خواتین کے لباس سے ان کے بدن کی پردہ پوشی ہوتی تھی اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو غیر ممالک کی نیم برہنہ [2] پھرنے والی مستورات کے کارنامے پیش کر کے ان کی اتباع کی کیوں ترغیب [3] دی جاتی ہے؟ سب سے پہلے قرون اولی کی طرح لباس پہننے کا تو عورتوں کو عادی بنا لیا جائے تب ان کو بلا ضرورت گھر کی چہار دیواری سے نکلنے کی ترغیب دی جائے (میرے نزدیک اگرچہ یہ بھی مضر و ناجائز ہے)

---

[1] نبی ﷺ فرماتے ہیں (لعن الله الكاسيات العاريات) اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی ننگی کی ننگی ہی رہیں۔ موطا امام مالک میں ہے کہ حفصہ بنت عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں باریک ڈوپٹہ اوڑھے ہوئے حاضر ہوئیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان کو اڑھا دی۔

[2] نصف عریاں [3] رغبت

یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمارا موجودہ پردہ عہد خلفاؓ کے پردہ کے مطابق ہو جائے تو یہ کیا غیر ممالک کی غیر مسلم مستورات[1] کی ریس کرنے سے ہوگا تو ان کو مذہب سے یا تو کوئی تعلق ہی نہیں یا اگر ہے تو ان کے مذہب نے عورتوں کو ان کے کل اعضا کا چھپانا ضروری قرار نہیں دیا ہے مغربی اقوام کے تمدن و تہذیب میں لباس بغرض زینت ہے ستر کے لئے نہیں ہے اس لئے مغربی ممالک کی عورتوں کا لباس ایسا ہوتا ہے جس کے زیب تن ہوئے ان کے جسم کے بہت سے اعضا کھلے رہتے ہیں کیا کوئی سنجیدہ آدمی اس کی تائید کر سکتا ہے کہ غیر مسلم عورتوں کا سا لباس پہنا کر جس سے اکثر حصہ بدن برہنہ رہتا ہے مسلمانوں کی بہو، بیٹیوں، بیبیوں کو ضرورت بلا ضرورت باہر پھرایا جائے یا ان مہین کپڑوں مین سودا سلف خرید نے باہر بھیجا جائے جن کا رواج فی زمانہ ہر گھر میں ہے۔

(۳) شرعاً عورتوں کو مجبوراً باہر نکلتے وقت اپنے جسم کے کس کس حصہ کو چھپانا ضروری ہے کل یا بعض حصہ جسم کو یا جس حصہ بدن کو چاہیں کھلا رکھیں اور جس کو چاہیں ڈھکا رکھیں خدا نخواستہ اگر ترکی خواتین جیسا کہ کہا اخبارات وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے پردہ کو خیرہ باد کہہ چکی ہیں اور یورپین وضع قطع پرمٹ کر وہی لباس پہننے لگی ہیں جو یورپین عورتیں پہنتی ہیں تو کیا ان کا یہ عمل ہمارے واسطے حجت ہو سکتا ہے؟ یا شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی لازمی ہے؟

(۴) عورت کے لغوی معنی کیا ہیں؟ عورتوں کو مستورات کیوں کہا جاتا ہے؟ مستور کے کیا

---

[1] عورتیں

معنی ہیں؟ یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ مرد کا بدن زیر ناف سے گھٹنے کے نیچے عورت ہے حرہ کا تمام بدن عورت ہے "عورۃ الرجال ما بین سرتہ الی رکبتہ " میں عورت کے کیا معنی ہیں؟ دنیا میں عورت کا کوئی نامحرم ہے یا نہیں یا تمام عالم کے مرد و عورت اس کے محرم ہیں؟

(۵) کیا عورتوں کے حقوق اور مردوں کے حقوق مساوی ہیں؟ اگر ہاں تو ورثاء میں سے لڑکے کو دختر سے دونا کیوں دیا جاتا ہے؟ دونوں کو مساوی کیوں نہیں ملتا کیا عورتوں کی عقل اور مردوں کی عقل برابر ہے اگر برابر ہے تو شرعاً دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر کیوں رکھی گئی ہے اگر برابر نہیں بلکہ کم ہے تو پھر پارلیمینٹ لوکل بورڈ وغیرہ میں ان کے جانے سے کیا فائدہ۔ مرد جس کی عقل عورتوں سے زیادہ ہے اچھا کام کرے گا یا عورت؟

کیا مخلوق خدا ہوتے ہوئے اسلام نے مرد اور عورت کو ایک ہی درجہ دیا ہے کیا مرد وعورت میں یکساں کام کرنے کی قابلیت ہے؟ کیا جو کام مرد کے لئے موزوں ہے وہی عورت کے واسطے بھی موزوں ہوسکتا ہے اگر ہاں تو نبی یا رسول کوئی عورت کیوں نہیں ہوئی اس آیت کا شان نزول اور مطلب کیا ہے (وَلا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن) ترجمہ۔ اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے مردوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے (پارہ ۵ رکوع ۲ النساء) کیا رب تبارک وتعالی نے آیت مبارکہ ولاتتمنوا نازل فرما کر عورتوں کو جہاد میں شرکت کرنے کی آرزو سے منع نہیں کیا اگر منع کیا ہے تو کیا معاذ اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی بیویاں بیٹیاں اس حکم کی نافرمانی کر کے جہاد کرنے کے واسطے جایا کرتی تھیں جو یہ کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی بیویاں بیٹیاں میدانوں میں جہاد کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

(٦) مرد حاکم اور عورتیں محکوم ہیں یا نہیں اگر نہیں تو اس آیت کا کیا مطلب ہے اور شان نزول کیا ہے؟(اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا)

ترجمہ۔ مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انھیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انھیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو (النساء پارہ ۵ رکوع ۳) نیز وللرجال علیھن درجۃ" اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے" کا کیا مطلب ہے۔(البقرۃ۲۸)

بخاری شریف میں ہے (الرجال راع علی اھلہ وھو مسئول) مرد اپنی بیوی بچوں پر حکمراں ہے اور اپنی رعیت یعنی بیوی بچوں میں اپنے عمل پر خدا کے سامنے

جواب دہ ہے۔ایک حدیث شریف ۱؎ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے اس سے کیا ثابت ہے یہی تو کہ خاوند کا مرتبہ اس کی بیوی سے افضل ہے۔کیا وہ عورتیں جو اپنے مرتبہ کو اپنے خاوند کے مرتبہ کے برابر یا اس سے افضل سمجھتی ہیں آیات اور احادیث کی مخالفت نہیں کر رہی ہیں۔اگر مخالفت کر رہی ہیں تو قرآن و حدیث کی مخالفت کیسی ہے۔اگر نہیں تو کیا کوئی ایسی آیت و حدیث پیش کر سکتی ہیں جن میں یہ ہو کہ عورتیں مردوں پر حاکم ہیں یا یہ ہو کہ عورت اپنے بچوں اور اپنے شوہروں پر حکمراں ہے اور عورتیں اپنے خاوند کو مار سکتی ہیں یا کوئی ایسی حدیث پیش کر سکتی ہیں جس کا یہ مطلب ہو کہ اگر کسی کو حکم ہوتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو مردوں کو حکم دیا جاتا کہ اپنی بیویوں کو سجدہ کریں اور اگر اس طرح کی کوئی آیت و حدیث

۱؎ یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے یہاں پوری حدیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان محظوظ ہوں اور ان کے ایمان و دل کی جلا ہو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اس درخت سے کہو کہ تجھ کو رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں کہا کہ درخت دائیں اور بائیں اور سامنے اور پیچھے سے جھکا اور اس کی شاخیں ٹوٹ گئیں (جو کہ زمین میں گڑی ہوئی تھیں) پھر وہ زمین کو چیرتا ہوا اپنی شاخوں کو کھینچتا آتا تھا اور جلد آرہا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ اعرابی نے کہا آپ اس کو حکم دیں کہ اپنے مکان کی طرف چلا جائے پھر وہ لوٹ گیا اور اس کی جڑیں زمین میں داخل ہو گئیں اور وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا تب اعرابی نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو میں البتہ عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دوں اس کی آپ نے اجازت دے دی۔ (کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ ﷺ از تصنیف حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (ف ۱) خاوند کا مرتبہ اس کی بیوی سے بدرجہا برتر ہے (ف ۲) اکابر دین کے ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

نہیں تو عورتیں یہ کیوں کہتی پھرتی ہیں کہ ہماری مائیں بہنیں ابھی تک مردوں کی محکوم دنیا رہتی ہیں۔ عورتیں تو خدا اور رسول ﷺ کے حکم سے محکوم ہیں عورتوں کو محکوم ہونے سے آزاد کرانا صریح قرآن عظیم اور حدیث شریف کی مخالفت ہے۔ کیا یہ یورپین عورتوں کا اتباع نہیں ہے جہاں مستورات اپنے مردوں پر حاکم ہیں یورپین مستورات کے کارنامے سنا کر یہی نتیجہ ہونے والا ہے کہ ہندستان کی سیدھی سادھی بھولی بھالی خواتین اسلامی تعلیم سے بیگانہ ہو جائیں۔

عورتوں اور مردوں کے مرتبہ میں جو فرق ہے وہ آیات واحادیث سے ثابت ہے بے شک مرد اپنے بیوی بچوں پر حکمراں ہے مگر ان حاکمانہ اختیارات کو استعمال کرتے وقت عدل وانصاف کو مدنظر رکھنا ضروری ہے اگر مرد ان اختیارات کو بے جا طور پر استعمال کرے گا عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہ رکھے گا تو اس کا یہ فعل شرعاً مذموم و بے جا قابل مواخذہ ہے قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی مرد کو چاہیئے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے قرآن پاک میں ہے (وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ) ترجمہ۔ اور عورتوں بھی کا حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے (پارہ ۲ البقرۃ۔ ۲۸) یعنی مرد کا حق عورت پر ہے عورت کا مرد پر۔ حضور پرنور رحمۃ للعالمین ﷺ فرماتے ہیں (خیارکم خیارکم لنسائه والطفهم بأهله) تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں اور اپنے اہل کے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آتے ہیں

(۷) غیر ممالک کی مستورات کی اتباع سے ہندوستان کی باہر نکلنے والی آزاد خیال مستورات

نے ریکارڈ سننا' پیانو[1] ہارمونیم بجانا[2]، نمائشیں سنیما اور تھیٹر دیکھنا، گانا بجانا، شطرنج اور پچیسی[3] وغیرہ کھیلنا، کرکٹ فٹ بال، ہاکی کی میچیں دیکھنا، گارڈن پارٹیوں میں مردوں کے دوش بدوش کھانا پینا، آمنے سامنے بیٹھنا، ٹینس[4] کھیلنا جو شروع کردیا ہے کیا قرون اولی کی خواتین میں اسی قسم کے یا دوسرے قسم کے لہو ولعب کے مشغلے رائج تھے یا وہ اور نیک کاموں میں اپنا عزیز وقت صرف کیا کرتی تھیں بر تقدیر اول قرون اولی میں وہ لہو ولعب کے مشغلے کیا تھے؟ بر تقدیر ثانی غیر ممالک عورتوں کے کارنامے شائع کرکے ہندوستان کی خواتین کو کیوں ان کے نازیبا افعال پر فریفتہ ہونے کا موقع دیا جاتا ہے اگر ان کے یہ افعال قرآن پاک کی پاکیزہ تعلیم کے خلاف ہیں۔ سنیما اور تھیٹر کا دیکھنا مخرب اخلاق[5] اور شرعا حرام ہے تو آزادی نسواں کے علمبردار کیوں چیخ و پکار نہیں مچاتے کہ گو ہمارے نزدیک گھروں میں عورتوں کا مقید رہنا مناسب نہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ تم غیر ممالک کی مستورات کی طرح بے پردہ رہو۔ لہو ولعب کے مشغلوں میں شرکت کرو اگر ایسا کروگی تو بجائے بام[6] ترقی پر پہونچنے کے قعر[7] پستی میں گروگی۔

(۸) قرون اولی میں زنا وغیرہا افعال پر شرعی سخت سزائیں دی جاتی تھیں یعنی سنگسار کرنا، ہاتھ کاٹ دینا، دُرّہ لگانا وغیرہ۔ ان سزاؤں کے خوف سے کس کی ہمت ہوتی تھی جو افعال قبیحہ کا مرتکب ہوتا پھر قرون اولی کی خواتین میں مذہبی امور کی پابندی آج کل کی عورتوں

---

[1] ایک مغربی باجا [2] ایک قسم کا انگریزی باجا [3] چوسر، ایک کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے [4] ایک کھیل جو جال لگا کر ربڑ کی گیندوں اور تانت کے بلوں سے کھیلا جاتا ہے [5] اخلاق کو برباد کرنے والا [6] منزل، کوٹھا [7] گڑھا

سے سو گنا زیادہ تھی احکام شریعت سے قرون اولی کے مرد وعورت آج کل کے مرد وعورت سے زیادہ واقف تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ برسوں کے حیا سوز افعال انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں برخلاف اس کے کہ ہمارے زمانے میں عیب کو عیب اور گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔

مرد وعورت دونوں کی یہی حالت ہے زمانہ نبوی سے جتنا بعد ہوتا جاتا ہے اتنی ہی مذہب سے لاپرواہی بڑھتی جاتی ہے مخبر صادق عالم ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس پیشتر ہم کو ایسے زمانے کے آنے کی خبر دی ہے جس میں بدکاریاں ترقی پر ہوں گی اور دین کو مضحکہ ۱ سمجھا جائے گا یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار ٹھیک دوپہر کی دھوپ ہوتے ہوئے آفتاب کے وجود سے انکار ہے ہمارے زمانے سے پہلے کے اکابر یوں فرما گئے ہیں کہ "مسلمان در گور ۲ ومسلمانی در کتاب" پس جہاں اس قدر لچک دیکھنا ہے کہ موجودہ زمانے کی خواتین کا پردہ عہد خلفا کے پردہ کے مطابق ہو جائے وہاں کیا اس کی بھی ضرورت ہے کہ موجودہ زمانے کی مستورات کا عمل اور دینی امور کی پابندی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کی بیبیوں اور بیٹیوں کے مطابق ہو جائے۔ مروجہ پردہ کو ملیامیٹ ۳ کرنے سے پیشتر کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ احکام سزا گورمینٹ سے جاری کرا لئے جائیں جو شریعت مطہرہ کی رو سے عہد خلفا میں جاری تھے جن کے خوف سے باہر نکلنے والی خواتین نہ تو ستائی جاتی تھیں اور نہ وہ خود آوارگی کی ہمت کر سکتی تھیں اگر یہ سب ممکن نہیں ہے تو مروجہ پردہ کو ملیامیٹ کر کے اس کی جگہ قرون اولی والا پردہ نہیں بلکہ غیر ممالک کی غیر مسلم مستورات کی

۱ ہنسی ۲ قبرستان ۳ پامال، تباہ

بے پردگی رائج کرنا کون سی دانائی ہے یورپ میں مستورات کی آزادگی اور بے پردگی کو اسلام سے اور اسلام کو اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ اس بے پردگی کے باعث جو حیا سوز واقعات آئے دن یورپ وغیرہ ممالک میں ہو رہے ہیں ان سے کون واقف نہیں اور نیز ہمارے ملک کے عرض وطول میں جو ہو رہے ہیں جنھوں نے سیکڑوں گھرانوں کے انسانوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رکھا ان کے انسداد[1] کی کیا تدبیر ہے؟ بے پردگی کی وجہ سے آوارگی کا جو سیلاب عظیم بھیانک صورت میں امنڈا چلا آ رہا ہے اس کے واسطے کون سی آہنی دیوار تیار ہے۔

(۹) کہا جاتا ہے کہ آج کل جو پردہ ہندوستان میں رائج ہے وہ سراسر غیر اسلامی ہے موجودہ پردہ کو نہ ہمارے علمائے خالص اسلامی پردہ لکھتے ہیں بغرض باطل اگر یہ صحیح ہے تو کیا شیخ مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وشاہ وعبدالحق صاحب وشاہ عبدالعزیز صاحب ودیگر متقدمین علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بیبیاں بیٹیاں باہر نکلا کرتی تھیں سیر وسیاحت کو جاتی تھیں یا ہندوستان کے مروجہ پردہ کی پابندی کر کے گھر کی چہار دیواری میں زندگی بسر کرتی تھیں کیا ان بزرگ ہستیوں کے زمانہ میں پردہ کی انتہا پسندی وہ نہ تھی جواب بھی بفضلہٖ تعالیٰ بہت سے شریف گھرانوں میں پائی جاتی ہے اگر گھروں میں زندگی بسر کرتی تھیں تو ان اکابر نے اس زمانہ میں کیوں محسوس نہیں کیا کہ ہزار میں ۹۹۹ عورتوں کو اس انتہا پسندی نے تعلیم سے محروم کردیا ہے اور ان کی صحت کو بھی خراب کردیا ہے یہ پردہ مسلمانوں کی ترقی میں روڑا اٹکاتا ہے عورتوں کے انسانی حقوق کے خلاف ہے۔

---

[1] روک تھام

جس وقت اسلام ہند میں آیا اس وقت سے لے کر آج تک ہزاروں علما فضلا، اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہندوستان میں ہوگزرے ہیں ان سب کے یہاں مروجہ پردہ تھا یا نہیں اور مروجہ پردہ کے متعلق ان کے اقوال کیا ہیں؟ علمائے اسلام نے تو موجودہ پردہ ہی کو ضروری بل کہ اشد ضروری لکھا ہے اور اپنے گھروں میں اس کی پابندی کرائی ہے کہ قرآن وحدیث میں اس پردہ کی تاکید ہے یہ علمائے کرام پر کھلا ہوا افتراء ہے کہ موجودہ پردہ کو نہ ہمارے علمائے خالص اسلامی پردہ لکھتے ہیں ۔ رہا صحت خراب ہونے کا وہم تو کیا ہمارے زمانہ کی عورتوں کی صحت خراب ہونے کے اسباب یہ نہیں ہیں کہ انھوں نے کام کاج کرنا چھوڑ دیا ہے دن بھر چارپائی پر لیٹنا یا بیٹھنا اختیار کرلیا ہے، کاہلی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ پاخانہ میں لوٹا ماما[1] رکھتی ہے پیکدان[2] کا ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھنا دشوار ہے اس کے لئے بھی خادمہ کی محتاج ہیں مستورات اگر گھر کے کام کاج میں دل چسپی لیں خادمہ کے ہوتے ہوئے بھی خود ہلیں چلیں تو کیا ان کی تندرستی پر اچھا اثر نہ پڑے گا؟ یا پارک کی سیر و تفریح ہی اس کا واحد علاج ہے پرانے زمانہ سے لے کر کچھ روز قبل تک عورتوں کا چکی پیسنا ثابت ہے یا نہیں اور چکی پیسنا ایک طرح کی ورزش ہے یا نہیں اور صحت جسمانی کے لئے نفع بخش ہے یا نہیں اگر نفع بخش ہے تو ان عورتوں کو جن کی صحت خراب ہونے کا حامیان آزادی نسواں کو اندیشہ ہے گھروں سے باہر نکال کر پارک کی سیر و تفریح کرانے کے بجائے اس ورزش کی طرف کیوں متوجہ نہیں کیا جاتا؟

[1] خادمہ، دائی، باورچن [2] اگال دان

اب سے پہلے عموماً سب عورتیں گھروں ہی میں رہتی تھیں پس اس زمانہ اور اس زمانہ کی تعداد اموات کا مقابلہ کر کے ثابت کیا جائے کہ اب گھروں سے باہر نکلنے کی اسکیم پر عمل کر کے اموات میں کتنی کمی پیدا ہوگئی ہے نیز اس کا بھی ثبوت دیا جائے کہ باہر نکلنے والی مستورات کی عمریں دراز ہوگئی ہیں یعنی یہ اگر ساٹھ ستر سال زندہ رہتی ہیں تو گھروں میں رہنے والی چالیس پچاس برس ہی میں گور کا منہ دیکھتی ہیں۔

قرآن عظیم میں رب تبارک وتعالی فرماتا ہے الاحزاب (وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُولٰی) (پارہ ۲۲۔ رکوع ۱۔) اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی) اگر گھر کی چہار دیواری میں رہنے سے صحت خراب ہوتی ہے تو کیا حکیم مطلق جل جلالہ نے ایسے امر کی پابندی کا حکم دیا ہے جس سے صحت خراب ہو جائے گھر کے اندر رہنے کو صحت خراب ہونے کی وجہ قرار دینا مولی تبارک وتعالی پر معترض ہونا ہے یا نہیں؟ کیا حامیان آزادی نسواں کوئی ایسی نص صریح قرآن پاک کی بتائیں گے جس کا یہ مفہوم ہو کہ عورتیں پارک میں سیر و تفریح کے واسطے جایا کریں تا کہ ان کی صحت خراب نہ ہو غیور[1] مسلمان اور ان کے یہاں کی پردہ نشین مستورات تو عورتوں کی سیر و تفریح اور بلا ضرورت باہر نکلنے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں کیوں کہ یہ ناجائز ہونے کے علاوہ آوارگی کا پیش خیمہ[2] ہے۔

(۱۰) قرون اولی میں کتنی عورتیں دفاتر اور دیگر محکموں میں ملازم تھیں کیا جس طرح مرد

[1] غیرت مند مسلمان [2] تمہید

نوکری کرتے تھے اسی طرح سے اس زمانہ کی عورتوں نے بھی نوکریاں کی ہیں اگر جواب نفی میں ہے تو اب کیوں ممالک غیر کی عورتوں کے کارنامے پیش کر کے مستورات کو نوکریاں کرنے کی جانب متوجہ کیا جاتا ہے اگر وجہ یہ ہے کہ اب مردوں کی آمدنی سے بسر اوقات نہیں ہوتی تو مردوں کی آمدنی سے اس زمانہ سے پہلے کیوں کر بسر اوقات ہو جاتی تھی آج کل میاں بیوی دونوں کما کر لاتے ہیں پھر بھی گزارہ کیوں کر مشکل ہو گیا ہے کیا اس کی وجہ وہی غیر ممالک کی مستورات کی تقلید نہیں؟ کون نہیں جانتا کہ یورپین مستورات کی تقلید میں عورتوں کے ایک ایک سوٹ سلوانے ہی میں آٹھ دس سو روپیہ سے زیادہ صرف ہو جاتے ہیں پھر کپڑے کی قیمت کا کیا پوچھنا اگر یہ تقلید نہ ہوتی تو سیکڑوں روپیہ کی بچت ہوتی اپنے پائجامے کرتے وغیرہ کو سی لینا ان کے واسطے کیا دشوار امر تھا جیسا کہ اب بھی گھروں میں رہنے والی کرتی ہیں ان کو فراک کوٹ وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں جو ٹیلر ماسٹر کی دکان کی چکر لگائیں کیا حامیان آزادی نسواں ان اخراجات کو فضول نہیں سمجھتے ہماری ماں بہنوں نے جن سادہ وضع قطع کے کپڑوں کو پہنا ہے اور سیکڑوں عورتیں اب بھی پہن رہی ہیں جن میں نہ اسراف ہے نہ اترانا کیا ان کا استعمال مستورات کے واسطے مناسب نہیں؟ اگر مناسب ہے تو مستورات کو کیوں نہیں سمجھاتے کہ یورپین طرز کا لباس اول تو تمہارے اعضا کو شریعت مطہرہ کی پابندیوں کے مطابق نہیں چھپاتا دوم اس میں اسراف ہی اسراف ہے موجودہ زمانے میں بے روزگاری بڑھتی جاتی ہے شاید ہی کوئی خاندان ایسا ہو جس میں کل پڑھے لکھے باروزگار ہوں پس اس حالت اور شریعت کے احکام کو مدنظر رکھ کر غیر ممالک مستورات کی تقلید نہ کرو۔

اب میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مردوں کے ساتھ ہر محکمہ میں ممالک غیر کی عورتوں کی طرح نوکری کر کے اور پارلیمینٹ اور لوکل بورڈ کے جلسوں میں بیٹھ کر باری تعالی کے اس حکم کی تعمیل عورتوں سے کیسے ہوگی۔ (وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ) ترجمہ (اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) پارہ ۔۱۸۔ رکوع ۱۰، النور۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ مردوں کو نہ دیکھیں نیز مولی تبارک وتعالی کے اس حکم کی پابندی مردوں سے کیسے ہو سکے گی کہ فرماتا ہے (قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ) ترجمہ (مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) النور، پارہ ۱۸، رکوع ۱۰) مفسرین فرماتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔ کیا عورتوں کا دیکھنا جائز ہے کیا عورتوں کا دیکھنا اس آیت کے حکم سے مستثنی ہے اگر ہے تو دلیل کیا ہے اور اگر عورتوں کو دیکھنے کی بھی اس آیت سے ان کے نامحرم مردوں کو ممانعت ہے تو مردوں کے دوش بدوش جب عورتیں کام کریں گی پارلیمینٹ وغیرہ اجلاسوں میں بیٹھیں گی تو مسلمان مردوں سے اس حکم کی پابندی جیسی کچھ ہوگی وہ عورتوں کے ساتھ بیٹھنے والے ہی بخوبی بتا سکتے ہیں خصوصا اس پرفتن زمانے میں حدیث شریف میں آیا ہے (ابن آدم لك اول نظرة واياك والثانية) ترجمہ ۔ آدم زادے تیرے لئے پہلی نظر کی اجازت ہے مگر خبردار دوسری نظر نہ ڈالنا دوسری حدیث میں ہے (عن بريدة قال رسول الله ﷺ لعلی یا علی لا تتبع النظرة النظرة فان لك الاولى وليس لك الآخرة) ترجمہ اے علی ایک

نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری نہیں (ابوداؤد) حامیان آزادی نسواں بتائیں کہ دفاتر، پارلیمنٹ، لوکل بورڈ وغیرہ میں جب عورتیں مردوں کے دوش بدوش کام کریں گی تو عورتوں پر مردوں کی نظریں کتنی مرتبہ پڑیں گی اور مرد ان احادیث کے بموجب گنہگار ہوں گے یا نہیں۔ نیز عورتیں جو ایسا موقع دیں کہ خواہ مخواہ مردوں کی نگاہیں ان پر پڑیں گنہگار ہوں گی یا نہیں؟ مولی تبارک وتعالی فرماتا ہے (یاَاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ) پارہ ۲۲۔ رکوع ۵۔ الاحزاب۔ (ترجمہ: اے! نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ منہ پر ڈالے رہیں) مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ سر اور چہرہ کو چھپائیں جب کسی حاجت کے لئے ان کو باہر نکلنا ہو کہ یہ حرہ ہیں۔ اس آیت مبارکہ پر مطلع ہو کر کوئی مسلمان یہ نہ کہے گا کہ مستورات کا ضرورت بلاضرورت بے پردہ باہر نکلنا جائز ہے۔ یورپین مستورات اور ان کا اتباع کر کے ہندوستان کی بعض خواتین جس ڈھنگ سے باہر نکل رہی ہیں اس کو بطرز جاہلیت کہنا بالکل درست ہے۔

(۱۱) کہا جاتا ہے کہ اسلامی پردہ وہی ہے جس کے پیچھے "وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا" کی قرآنی تائید موجود ہے۔ بتایئے کہ اس آیت کی مفسرین نے کیا تفسیر بیان کی ہے کیا "اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا" میں وہ تمام اعضا داخل ہیں جن کو کھولے ہوئے یورپین مستورات اور ان مستورات کی وضع پر مٹنے والی مسلمان عورتیں روزانہ باہر نکلا کرتی ہیں

پارلیمینٹ وغیرہ میں ملکی امور پر بحث ومباحثہ کرتی نظر آتی ہیں مردوں کی مجالس میں لیکچر دیتی ہیں۔ دفاتر دیگر محکموں میں نوکریاں کرتی ہیں گارڈن پارٹیوں میں شریک ہوتی ہیں مردوں کے ساتھ کھاتی پیتی ہیں ٹینس، فٹ بال، ہاکی کرکٹ، کی میچیں دیکھتی ہیں۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے متصل یوں وارد ہوا ہے (وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ) (النور پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)۔ ترجمہ: اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا اپنے شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار) شریعت طاہرہ کو پردہ میں یہاں تک مبالغہ مقصود ہے کہ ان کے زیور کی آواز بھی مرد سننے نہ پائے اس لئے زمین پر پاؤں زور سے رکھنے کی عورتوں کو از روئے قرآن پاک ممانعت ہے حدیث شریف میں تو عورت کا عطر لگا کر محفلوں میں لوگوں کے درمیان سے گزرنا ممنوع

ہے۔(قال النبی ۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔ المرأۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس فھی کذا یعنی زانیۃ)(ترمذی) دوسری حدیث میں ہے(اذا شھدت احداکن المسجد فلاتمسن طیبا) (موطا و مسلم) جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو خوشبو نہ لگائے۔ بھلا جس مذہب میں عورتوں کے واسطے یہ احکام ہوں اور پردہ کا ایسا عظیم الشان اہتمام ہو کہ عورتوں کے پیروں کے زیور کی آواز تک غیر محرم مرد نہ سننے پائے ان کے کپڑوں میں لگے ہوئے عطر کی خوشبو تک غیر محرم مردوں تک نہ پہونچنے پائے اس مذہب کے نام لیوا بے پردگی بل کہ یورپین مستورات کی عریانی کو دیدہ ودانستہ جائز ٹھہرائیں۔ یہ تو قرآن عظیم اور حدیث شریف سے کھلم کھلا سرتابی اور روگردانی ہے۔

بعض روایات پر نظر کر کے لا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا کی تفسیر میں مفسرین کے ایک گروہ نے یہ لکھا ہے کہ چہرہ اور گٹو تک ہاتھ اور ٹخنوں تک قدم کا چھپانا ضروری نہیں ہے جب کہ نظر بد سے امن ہو چنانچہ تفسیر احمدی میں ہے۔ والی الحرۃ الاجنبیۃ مطلقا ان لم یامن من الشھوۃ وما سوی الوجہ والکف والقدم ان امن منھا ۔ یعنی حرہ اجنبی کی طرف نظر مطلقا حرام ہے اگر شہوت سے امن نہ ہو اور اگر امن ہو تو چہرہ۔ گٹو تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کے سوا باقی ہر حصہ بدن کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔ آج کون کہہ سکتا ہے کہ عورتیں چہرہ کھولے پھریں اور نگاہ بد سے امن ہو کوئی بری نظر سے انھیں دیکھے ہی نہیں۔ جب یہ بات نہیں ہے تو ہاتھ پاؤں اور قدم کا

کھولنا اور اس کی طرف نظر کرنا بھی جائز نہیں یہ حکم تو اس قول پر تھا کہ لا یبدین زینتھن کو مسئلہ نظر میں وارد پایا جائے لیکن بیضاوی کی تحقیق اس کے خلاف ہے وہ فرماتے ہیں۔ الاظهر ان هذا فی الصلاۃ لا فی النظر فان كل بدن الحرة عورة ولا يحل لغير الزوج والمحرم النظر الى شئى منها الا لضرورة كالمعالجة وتحمل الشهادة۔ یعنی اظہر یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے یہ نظر کا حکم نہیں ہے کیوں کہ حرہ کا تمام بدن عورت ہے اور شوہروں اور محرموں کے سوا کسی کو اس کے بدن کے کسی حصہ کی طرف نظر کرنا حلال نہیں مگر بضرورت مثل معالجہ اور تحمل شہادت کے کہ جب شاہد کی ضرورت تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے اس تحقیق کی بنا پر شہوت اور نظر بد سے امن ہونے کی صورت میں بھی تمام بدن کا مع چہرہ اور ہاتھوں اور پاؤں کے چھپانا لازم ہے کسی حصہ بدن کی طرف نظر کرنا حلال نہیں۔ صاحب بیضاوی کی تحقیق کی بنا پر تو الا ما ظهر منها سے حامیان آزادی نسواں کو رتی بھر بھی فائدہ نہیں اور پہلی تحقیق میں نظر بد سے امن کی قید ہے جو مفقود ہے تو حاصل یہ ہوا کہ اس زمانہ میں حرہ کو جب کسی حاجت کے لئے باہر نکلنا ہو تو اپنا کل بدن مع چہرہ، ہاتھ پاؤں کو چھپا کر نکلے۔

کیا ان تفاسیر پر مطلع ہو کر بھی حامان آزادی نسواں کہے جائیں گے کہ ہندوستان کی باہر نکلنے والی آزاد خیال مستورات کا برائے نام پردہ اسلامی پردہ ہے اور اس کے واسطے ولا یبدین زینتھن الا ما ظهر منها کی قرآنی تائید موجود ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی تارک الصلوٰۃ شخص کہے کہ نماز نہ پڑھنا چاہیے اور اس کے واسطے لا تقربوا

الصلوٰۃ کی قرآنی تائید موجود ہے۔ ہر انصاف پسند مسلمان کے نزدیک آج کل کی باہر نکلنے والی مستورات کا برائے نام پردہ سر اسر غیر اسلامی ہے اس کو پردہ سے تعبیر کرنا ہی سراسر غلطی ہے یہ تو کھلی ہوئی بے پردگی یورپ کے رسم و رواج کی پیداوار ہے یہ سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اس بے پردگی کی تائید کسی آیت قرآنی سے نہیں ہوسکتی وہی پردہ اسلامی پردہ ہے جو گھروں میں رہنے والی شریف زادیوں میں رائج ہے ان کو جب باہر نکلنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو سر سے پیر تک کل جسم کو برقع وغیرہ سے چھپا کر نکلتی ہیں۔ اسی کو تمام علمائے کرام خالص اسلامی پردہ کہتے ہیں۔

(۱۲) مفسرین نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر بیان کیا ہے اوران آیات میں کس قسم کے پردہ کا حکم ہے۔ آیا اتنے ہی جسم چھپانے کا حکم ہے جتنے حصۂ جسم کو مغربی مما لک کی مستورات چھپاتی ہیں یا کسی اور قسم کے پردہ کی اہمیت ظاہر کرتی ہیں

(ا) وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ ذَالِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَ قُلُوبِهِنَّ) ترجمہ: (الاحزاب، پارہ ۲۲، رکوع ۴۔) یعنی اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔

(ب) یٰآیھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتّٰی تستأنسوا و تسلموا علٰی أھلھا) ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔ (پارہ ۱۸، رکوع ۱۰، النور)

تستانسوا کے معنیٰ تستاذنوا کے ہیں اور حضرت ابی کی قرأت میں تستأذنوا ہی آیا ہے۔

(۱۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں اس سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ یہی نہ کہ مسلمہ عورت کو غیر مسلمہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں قرآن شریف میں بھی ایسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ اامیں گزرا کہ عورتیں اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں وغیرہ اور اپنے دین کی عورتوں پر، دیکھئے یہاں صرف اپنے دین کی عورتوں کے سامنے سنگار ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ کیا پارلیمینٹ، لوکل بورڈ، دفاتر وغیرہ میں غیر مسلمہ عورتوں کے سامنے تو درکنار غیر محرم مسلمان مردوں اور غیر مسلم مردوں کے سامنے یورپین وضع قطع کے لباس پہن کر آنا قرآن کی نافرمانی نہیں ہے؟

(۱۴) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرمایا (لَعَنَ اللّٰہُ النَاظِرَ وَ المَنظُورَ اِلَیہِ) ترجمہ: کہ اللہ تعالی نے غیر کی عورتوں کو دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھا گیا ہے اس پر لعنت کرے۔ کیا اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ غیر عورت کو دیکھنا مرد کے لئے ناجائز اور سبب لعنت ہے اسی طرح جو عورتیں بے پردہ رہیں اور ایسا موقع دیں کہ خوامخواہ لوگوں کی نگاہیں ان پر پڑیں ونیز حضور نے ان پر لعنت فرمائی کیا وہ عورتیں جو باہر نکلتی ہیں دفاتر میں نوکریاں کرتی ہیں لوکل بورڈ وغیرہ کے اجلاسوں میں بیٹھتی ہیں اس حدیث کے تحت میں نہیں آتیں کیا وہ خواہ مخواہ لوگوں کو ان کی نگاہیں پڑنے کا موقع نہیں دیتیں؟

(۱۵) حدیث شریف میں آیا ہے کہ ازواج مطہرات میں سے بعض امہات المومنین سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ نابینا تھے حضور نے ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ تو نابینا ہیں فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو (ترمذی وابوداؤد) کیا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔

(۱۶) ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا (المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطٰن) عورت مستور اور قابل پردہ ہے اور اس کا حق بھی ہے کہ وہ چھپے جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے کیا اس حدیث میں پردہ کی تاکید اور بے پردگی کی مضرت کا اظہار نہیں کیا گیا ہے؟ یہ نبی کریم ﷺ کی کھلی نافرمانی نہیں کہ حضور تو یہ فرمائیں کہ عورت کا بھی حق ہے کہ وہ چھپے اور حامیان آزادی نسواں اس کے چھپنے کو عورتوں کے انسانی حقوق کے خلاف بتائیں۔

(۱۷) بخاری و مسلم میں حضرت شیبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: (ایاکم والدخول علی النسآء فقال رجل یا رسول اللہ أرایت الحمو قال الحمو هو الموت) یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے بچاؤ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! دیور جیٹھ وغیرہ یعنی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ جو عورتوں کے شوہر کے رشتے دار ہوں حم عربی زبان

میں شوہر کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں سوااس کے آباء وابناء کے۔ حضور نے فرمایا حم موت ہے یعنی اس سے پردہ اور پرہیز بہت ضروری ہے۔ کیا یہ حدیث شریف ظاہر نہیں کرتی کہ شریعت طاہرہ میں پردہ کی کس قدر تاکید ہے یہاں تک کہ دیور جیٹھ سے بھی پردہ کرنے کا حکم ہے کیا حامیان آزادی نسواں کسی دلیل سے اس امر کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یا صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں مستورات اسی بے پردگی کے ساتھ دیور جیٹھ وغیرہ نامحرم لوگوں کے سامنے آتی تھیں جس بے پردگی کے ساتھ ہمارے زمانہ میں آزاد خیال مستورات دیور جیٹھ تو درکنار مسلم اور غیر مسلم نامحرم مردوں کے سامنے بلاتکلف آتی ہیں" ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

(۱۸)(ا) حدیث میں جو عورتوں کے بالا خانے پر جانے کی ممانعت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کان رسول اللہ ﷺ اذا اتی باب قوم لم یستقبل الباب من تلقاء وجھہ ولکن من رکنہ الایمن واوالایسر (الحدیث) حضور ﷺ جب کسی قوم کے دروازہ پر تشریف فرما ہوتے تو دروازہ کے سامنے رخ کر کے قیام نہ فرماتے داہنے یا بائیں بازو پر قیام فرما کر السلام علیکم فرماتے حامیان آزادی نسواں سرکار دو عالم ﷺ کے اس طرز عمل پر غور وخوض کریں اور اپنی آنکھوں سے یورپین عینک اتار کر اسلامی عینک سے دیکھیں کہ حضور پر نور ﷺ جو مسلمان مردوں عورتوں کے باپ ہیں یہ احتیاط برتیں کہ دروازہ کے سامنے قیام نہ فرمائیں بل کہ داہنے بائیں کھڑے ہو کر السلام علیکم فرمائیں مگر حامیان

آزادی نسواں عورتوں کو بے پردہ باہر نکلنے غیر محرم مردوں کے سامنے آنے کی ترغیب دیں مردوں کا عورتوں کو دیکھنا جائز و بے خلل قرار دیں العجب ثم العجب ۔کیا حامیان آزادی نسواں بتائیں گے کہ داہنے بائیں قیام فرمانے میں کیا مصلحت وحکمت تھی؟

(۱۹) یہ جو کہا گیا ہے کہ آج کل جو پردہ ہندوستان میں رائج ہے وہ سراسر غیر اسلامی ہے یہ پردہ قدیم ہندوستان کے رسم ورواج کی پیداوار ہے سرتاپا غلط ہے ہم آیات واحادث سے ثابت کر چکے ہیں کہ عورتیں بدرجہ مجبوری جب کسی ضرورت سے باہر نکلیں توان کا کل جسم سر سے پیر تک کپڑے سے ڈھکا ہونا چاہئے اور یہی پردہ ہندوستان کی پردہ نشین عورتوں میں رائج ہے ۔کیا تفسیر بیضاوی کے مصنف ہندوستان کے رہنے والے تھے اور کیا انہوں نے ہندوستان کے رسم ورواج سے متاثر ہو کر "ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا" کو مسئلہ نظر میں وارد نہیں مانا اور حرہ کے تمام بدن کو عورت بتایا صاحب بیضاوی اسی پردہ کا حکم تو قرآن عظیم سے بتاتے ہیں جو ہندوستان کی پردہ نشین مستورات میں رائج ہے اگر چہ تیرہ سو برس سے زیادہ زمانہ گزر گیا مگر پھر بھی عرب میں یہی رواج ہے۔باہر نکلتے وقت بدوی عورتیں بھی اپنا کل جسم کپڑے سے چھپالیتی ہیں کیا وہاں کی مستورات کی نسبت بھی یہی کہا جائے گا کہ انہوں نے ہندوستان کے رسم وراوج سے یہ پردہ سیکھا ہے۔کیا حامیان آزادی نسواں ایسی مثالیں پیش کریں گے جن سے یہ ثابت ہو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں عورتیں اسی طرح بے پردہ باہر نکلتی ہیں جس طرح ہندوستان کی آزاد خیال عورتیں مغربی رسم ورواج میں فنا ہو کر بے پردہ باہر نکل رہی ہیں۔

(۲۰) کیا حامیان آزادی نسواں بتا سکتے ہیں کہ وہ مروجہ بین المسلمین پردے کو جو ہندوستانی رسم ورواج کی پیداوار بتاتے ہیں تو مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پیشتر یہاں کے کفار ومشرکین کے کن کن قوموں میں اس پردے کا رواج تھا؟

(عرفان علی قادری رضوی غفرلہ)

پردہ جنتی نعمت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے سورۂ رحمٰن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ "حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشیں" یعنی خیموں سے مراد جنتی گھر ہیں جو ایک موتی کی خیمہ کی طرح ہیں یعنی ہر مومن بیویاں حوریں صرف اپنے خیموں میں رہتی ہیں کہیں باہر نہیں جاتیں اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت میں پردہ ہوگا۔ پردہ جنتی نعمت ہے، بے پردگی دوزخ کا عذاب کہ وہاں عورت مرد مخلوط اور ننگے ہوں گے، تیسرے یہ کہ متقی پرہیز گار سے بھی پردہ لازم ہے (تفسیر نور العرفان ص ۱۸۵۱، از: حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب قبلہ نعیمی علیہ الرحمۃ) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس گھر میں پردہ ہے وہ گھر جنتی گھر ہے جس گاؤں میں پردہ وہ گاؤں جنتی گاؤں ہے۔ جس شہر میں پردہ ہے وہ شہر جنتی شہر ہے رب کریم مسلمانان اہل سنت کو اپنی آبادی میں اسلامی پردہ رائج کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

مساوات کی چیخ وپکار اور اس کے برے نتائج

مغربی ممالک کی مستورات کی اتباع سے ہندوستان کی عورتوں میں بھی مساوات کی چیخ وپکار مچی ہوئی ہے زنانہ رسالوں میں سے کوئی رسالہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں مساوات کا شوروغل نہ ہو عورتوں کی طرف سے پرزور الفاظ میں یہ مطالبہ ہے کہ ہمیں بھی مردوں کی طرح کام کرنے کا موقع ملنا چاہئے اور یہ کہ اسلام نے ہر مقام حیات پر عورت کو مرد کے دوش بدوش کھڑا کر دیا ہے بعض مستورات نے تو یہاں تک لکھ مارا کہ ہم مردوں سے کم تر نہیں بل کہ برتر ہیں۔ نہ معلوم ان عورتوں نے آیات اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (مرد حاکم ہیں عورتوں پر) وللرجال علیھن درجة (اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے) کو قرآن پاک سے معاذ اللہ قلم زد کر دیا ہے جو ایسے صاف وصریح حکم کے ہوتے ہوئے مردوں کے برابر بل کہ ان سے برتر اپنے کو بتا رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں ہماری ماں بہنیں ابھی تک مردوں کی محکوم دنیا میں رہتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آزادی کا جام پیتے ہی ان کے قلوب سے خوف خدا رفو چکر ہو گیا جبھی تو خدا کے احکام کی کھلی نافرمانی کرتے ہوئے ان کا دل نہیں لرزتا۔

مساوات کا خیال جیسا کہ مضر ہے وہ اظہر من الشّمس ہے کسی دلیل وبرہان کا محتاج نہیں۔ مغربی اقوام کی مستورات نے اس مساوات کو عملی جامہ پہنانے میں وہ بلند پروازیاں دکھائیں کہ الامان۔ اس مساوات کے خبط (دیوانگی) نے یورپین عورتوں کو اس پر آمادہ کیا کہ تمدنی زندگی میں وہ بھی وہی کام کریں جو مرد کرتے ہیں انھوں نے اخلاقی و مذہبی

بندشوں کو توڑ پھوڑ کر اور خانگی زندگی کی ذمہ داریوں (بچوں کی پرورش و تربیت خاندان کی خدمت گھر کی تنظیم) کو ترک کر کے مردوں کے ساتھ دفاتر اور کارخانہ جات میں ملازمتیں کرنا ٹینس وغیرہ کھیلوں کو مردوں کے ساتھ کھیلنا سیر و تفریح کے واسطے پارکوں میں جانا رقص و سرود کی محفلوں میں ناچنا غیر مردوں سے شیک ہینڈ (ہاتھ ملانا) ہنسی مذاق بے تکلف بات چیت کرنا وغیرہ وغیرہ شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زوج اور زوجہ میں بجز ایک شہوانی تعلق کے اور کوئی ایسا رشتہ نہ رہا جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ یگانگت پر مجبور کرتا کیوں کہ جب ملازمت وغیرہ کر کے عورتیں بھی کمانے لگیں اور اپنی تمام ضروریات کی خود کفیل بن گئیں تو اسی معاشی استقلال کی وجہ سے ان کو مردوں کی رتی بھر پرواہ نہ رہی۔ رفتہ رفتہ نوبت بایں جا رسید کہ شہوانی خواہش کی تسکین کے لئے اپنے خاوندوں کی پابندی سے بھی آزاد ہو گئیں۔ مغربی ممالک میں لاکھوں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں حرامی بچہ پیدا ہونے کے خطرے سے بچنے کے لئے مانع حمل ادویات اور آلات استعمال کرتی ہیں اور اب تو حرامی بچہ کی ماں بن جانے میں بھی مغربی ممالک میں انگشت نمائی نہیں ہوتی مردوں عورتوں میں جب آزادی سے میل جول ہوا تو عورتوں نے مردوں کو والہ و شیدا[1] بنانے کی غرض سے بناؤ سنگار کرنے میں نت نئی اور جدت پیدا کی۔ عریاں اور جڑ اون ناچوں میں شرکت کی غرض کہ اس میل جول نے حسن کی نمائش برہنگی اور فواحش میں غیر معمولی ترقی دے دی۔ مغربی تہذیب میں اس بے حجابی اور بے حیائی کو مستحسن سمجھا جائے تو سمجھا

---

1 حد سے زیادہ فریفتہ

جائے۔ ہمارا روئے سخن مغربی ممالک کے باشندگان سے نہیں ہے ان کی تہذیب اور اسلام کی تہذیب میں بُعد المشرقین ہے۔ ہمیں تو افسوس اس کا ہے کہ ہندوستان میں حامیان آزادی نسواں مغربی ممالک کی ان مستورات کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں ان کو ترقی یافتہ خواتین بتاتے ہیں اور ان کے کارنامے شائع کر کے ہندوستان کی عورتوں کو انھیں کی طرح آزاد خیال بننے کی ترغیب دے رہے ہیں اگر کوئی ان کو مردوں عورتوں کے آزادانہ اختلاط اور مساوات کے برے نتائج سے آگاہ کرتا ہے تو بجائے ماننے کے یوں گویا ہوتے ہیں کہ دوسری قوموں کی عورتیں تجارت وصنعت، علم وادب، اور فوجی تعلیم اور تنظیم میں مردوں کے دوش بدوش ہیں اور دنیا کی تعمیر وترقی میں مساوی حصہ لے رہی ہیں۔ ہم نے ابھی تک اپنے ذہنوں کو بھی صاف نہیں کیا اور دوسری قوموں کی عورتوں نے ترقی و عروج کی منزلیں طے کرلیں۔ (ادارہ رسالہ پیام نسواں)

ایک انگریز مصنف نے انگلستان کا حال لکھتے ہوئے عورتوں میں وسیع پیانہ پر آوارگی پھیلنے کا سبب عورتوں کا تجارتی کاروبار، دفاتر کی ملازمتوں اور مختلف پیشوں میں داخل ہونا بتایا ہے۔ مقام غور ہے کہ انگریز تو مردوں اور عورتوں کے میل جول دفاتر وغیرہ ملازمت کو بری نظر سے دیکھے اس کو آوارگی پھیلنے کا سبب بتائے اور اپنے رات دن کے مشاہدے کی بنا پر لکھے کہ اس میل جول نے مردوں اور عورتوں کے اخلاقی معیار کو گرادیا ہے مگر علمبردار آزادی نسواں اس کو ترقی وعروج کی منزلیں طے کرنا قرار دیں اور مسلمان عورتوں کو تجارت وصنعت، علم وادب اور فوجی تعلیم وتنظیم میں مردوں کے دوش بدوش کام

کرنے دفاتر وغیرہ میں نوکریاں کرنے کی ترغیب دیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ حامیان تحریک آزادی نسواں عورتوں کی اس عریانی حسن کی نمائش اور فواحش کی ترقی کی کب تک تعریف و توصیف کرتے رہیں گے کون نہیں جانتا کہ دونوں صنفوں کے میل جول اور مساوات کے خبط نے مغربی معاشرت کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور خاندان کے نظام کو درہم برہم کر ڈالا ہے حامیان آزادی نسواں اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی مسلمان خواتین یورپ کے اس شرمناک طرز زندگی پر عمل کریں جس کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے تو ان کو علی الاعلان کہہ دینا چاہیے کہ وہ اسلام اور اس کے احکام سے بیزار ہیں مغربی ممالک کی عورتوں کی طرز زندگی کو قرون اولی کی پردہ نشین خواتین کے طرز زندگی کے مطابق بتانا یا قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت کرنا مستورات کو دھوکہ دینا اور گمراہ کرنا ہے کیوں کہ جن کو ترقی یافتہ خواتین کہا جاتا ہے ان کی بے پردگی کی تائید کسی آیت و حدیث سے نہیں ہوسکتی حامیان آزادی نسواں نے جو یہ دیکھا کہ ایک گروہ مفسرین نے ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ جب نظر بد سے امن ہو تو عورت گٹو تک ہاتھ اور منھ کی ٹکلی اور ٹخنوں تک پاؤں باہر نکلتے وقت کھلا رکھ سکتی ہے بس پھر کیا تھا انھوں نے مستورات کے لئے فتویٰ صادر کر دیا کہ اسلام نے عورتوں کو آزادی عطا کی ہے ان کو چاہیے کہ بے پردہ باہر نکل کر نوکریاں کریں دوسری قوموں کی طرح تجارت و صنعت علم و ادب اور فوجی تعلیم و تنظیم میں مردوں کے دوش بدوش شریک ہوں۔ پردہ اسلامی تعلیم مسلمانوں کی ترقی اور عورتوں کے انسانی حقوق کے خلاف ہے پردہ نے عورتوں کی اسلامی زندگی کو خطرناک حد

تک تباہ کر دیا ہے ان کو تعلیم سے محروم کر دیا ہے اور ان کی صحتوں کو خراب کر دیا ہے عورتوں کو بدصورت بنا دیا ہے مسٹر جوش نے عورتوں کو پردے سے متنفر کرنے کے واسطے اپنی تحریر "پردہ" جو رسالہ پیام نسواں بابت ماہ مئی ۱۹۴۰ء میں شائع ہوئی ہے بے دھڑک یہ فتوی صادر کیا کہ عورتوں کو پردہ میں رکھنا حوا کی بیٹیوں کو حبس دوام کی سزا دینا ہے اور یہ کہ مسلمانوں نے آیت وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ترجمہ (اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے) کے اتباع میں اپنی عورتوں کو زندگی بھر کے لئے گھروں میں قید کر رکھا ہے حامیان[1] آزادی

---

[1] مسلمانو! تم نے دیکھا کہ حامیان آزادی نسواں کو بے پردگی کے جواز میں جب کوئی آیت اور حدیث نہ ملی تو مستورات کو پردہ سے نفرت دلانے کے واسطے وہ آیت تحریر کی جس کو پردہ کی بحث سے دور کا بھی تعلق نہیں اس آیت کو بے موقع اور بے محل چسپاں کر نا جان بوجھ کر عورتوں کو راہ راست سے برگشتہ کرنا ہے کوئی ادنی سمجھ والا انسان اس آیت سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ وہ پاک دامن عورتیں جو بحکم خدا اور سول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) گھروں میں رہتی ہیں اور بوقت ضرورت اپنے کل جسم کو برقع وغیرہ سے چھپا کر باہر نکلتی ہیں اس آیت کے تحت محبوس ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت پردہ نشین عورتوں کے باب میں ہے جو عورتوں کے ساتھ (بطریق مساحقت) بدکاری کرتی ہیں اور جو مفسرین اس آیت میں الفاحشہ (بدکاری) سے زنا مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس کا حکم حدود نازل ہونے سے قبل تھا حدود کے ساتھ منسوخ ہو گیا (خازن وجلالین واحمدی) کسی صورت میں بھی یہ آیت پردہ نشین عورتوں پر چسپاں نہیں ہوسکتی۔ پردہ کی بحث میں یہ کس نے لکھا یا کہا ہے کہ عورتیں گھروں میں محبوس رہیں تمام عمر گھروں سے باہر قدم نہ نکالیں حامیان آزادی نسواں بتائیں کہ اس طرح کا تشدد کس گھر میں ہے۔ بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

نسواں نے آیات کو بے موقع اور بے محل چسپاں کرنے کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کی بہو، بیٹیوں کو بھی معاذ اللہ بے پردگی کا عامل بتایا اور بلا تحقیق لکھ مارا کہ وہ میدانوں میں جہاد کرنے کے واسطے جاتی تھیں بازار سے سودا سلف خرید کر کے لاتی تھیں پس عورتیں گھر سے نکل کر وہ سب کچھ کریں جو مرد کرتے ہیں مردوں کی طرح کمانے والی بنین اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنے والا فتویٰ صادر کرنے والوں کو اگر خداوند کریم آیات حجاب پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرماتا تو ان پر روز روشن کی طرح عیاں و آشکار ہو جاتا کہ وہ جس کو ترقی کہتے ہیں وہ در حقیقت تنزلی ہے عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے قرون اولی کی خواتین کے واقعات پڑھنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی بیویاں سفر جہاد میں گئی تھیں وہ بغرض جہاد نہ گئی تھیں بل کہ اپنے شوہروں کی خدمت کے لئے ہمراہ گئی تھیں اور ان سفروں

"ھَاتُوا بُرھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" ہم شب و روز اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ مغربی وضع قطع رسم و رواج اور بے پردگی سے نفرت کرنے والی مستورات گھروں کی چہار دیواری میں زندگی بسر کرنے کے باوجود بوقت ضرورت اپنے شوہروں کی اجازت سے اپنے اعزا و اقربا کے یہاں جاتی ہیں تقریبوں میں شرکت کرتی ہیں ریل اور دیگر سواریوں میں برقع سے جسم چھپا کر سفر کرتی ہیں پردہ نشین عورتوں اور بے پردہ باہر پھرنے والی مستورات میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر جب کسی ضرورت سے باہر نکلتی ہیں تو اپنے جسم کو برقع وغیرہ سے چھپاتی ہیں اور آخر الذکر ضرورت بلا ضرورت بے نقاب حسن کی عریاں تصویر ہو کر بازاروں، پارکوں اور تماشہ گاہوں میں گھومتی پھرتی ہیں پس اول الذکر کو محبوس سمجھنا سر تا پا غلط ہے گھروں میں رہنے والی مستورات کے پردہ کو حبس دوام کی سزا بتانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ان تمام آیات سے آنکھیں بند کر کے جن میں شراب کو حرام بتایا گیا ہے شراب پینے کا جواز "لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ" سے ثابت کرے اور کہے کہ اس آیت کی رو سے نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے شراب پینے میں کوئی حرج نہیں آیات کی ایسی تاویلات وہی کرتے ہیں اور ایسے بے تلے معنی و مطلب وہی گڑھتے ہیں جو عقل وخرد سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے۔

میں وہ بے پردہ نہ رہتی تھیں بل کہ ہودجوں خیموں، اور محملوں میں پردہ کے ساتھ رہتی تھیں اور جن مقدس خواتین سے کفار کے ساتھ جنگ کرنا ثابت ہے وہ بوقت ضرورت اور تحمسہ تھا اور عام طور پر مردوں کے دوش بدوش ہوکر نہیں لڑی ہیں [1] بعض خواتین کا مورخین نے جو جنگ میں مجاہدین کو پانی پلانا وغیرہ بیان کیا ہے تو اس وقت ان کے بے نقاب اور بے حجاب ہونے کا بار ثبوت حامیان آزادی نسواں کے ذمہ ہے علاوہ اس کے جب کہ مسلمان مرد جنگ میں مشغول تھے تو زخمی مسلمانوں کو عورتوں کا پانی پلانا ان کی خبر گیر تیمارداری کرنا ضرورت شرعیہ کی حد تک پہونچ چکا تھا قرون اولی کی خواتین کے ان واقعات کی آڑ لے کر اور ان کو بے پردگی کی رنگ آمیزیوں سے رنگین کر کے مستورات کا گھروں سے بے پردہ باہر نکلنے کو جائز بتانا اور ان کو بازاروں نمائشوں، ہوٹلوں، تماشہ گاہوں میں گشت کرنے اور پارکوں میں سیر و تفریح کرنے کی ترغیب دینا احکام خدا و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی نافرمانی ہے۔

آزاد خیال عورتوں نے جب حامیان آزادی نسواں کے فتویٰ میں یہ دیکھا کہ ان کو پوری آزادی حاصل ہے شرعا کوئی پابندی نہیں وہ بے پردہ باہر نکل سکتی ہیں اور اس کے واسطے

---

[1] عراق عرب کی جنگ ہی کے واقعہ کو پڑھ لو اس میں بھی عورتیں مردوں کے دوش بدوش جہاد میں مشغول نہ تھیں جب مسلمان پسپا ہوکر اپنی عورتوں کے خیمہ تک پہونچ گئے تو ان پردہ نشین عورتوں کو جو اب تک خیموں میں تھیں اندیشہ ہوا کہ اگر خدانخواستہ دشمنان دین کی فتح ہوئی تو وہ ان کو بے پردہ کر کے نہ معلوم کیا کیا تکالیف پہونچائیں گے پس مجبوراً خیمہ کی چوبیں لے کر لڑنے لگیں اور مسلمانوں کو غیرت دلائی خداوند کریم کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی شاندار فتح ہوئی اگر عورتیں مردوں کے دوش بدوش لڑنے گئی ہوتیں تو جنگ شروع ہوتے ہی مردوں کے ساتھ دشمنوں سے لڑتی مسلمانوں کے پسپا ہونے تک خیموں میں نہ رہتیں نیز چوبیں لے کر لڑنا بھی اس امر کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کے واسطے ہرگز نہ گئی تھیں اگر مردوں کے ساتھ لڑنے کے واسطے جاتی تو ان کے پاس بھی آلات حرب ہوتے۔

ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھما کی قرآنی تائید موجود ہے گھروں میں پردہ نشین ہوکر زندگی بسر کرنا آیت۔ وَالّٰتِی یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِسَآئِکُمْ کے تحت میں محبوس ہونا ہے نیز قرون اولی کی خواتین کا طرز عمل بھی یہی بتایا جاتا ہے کہ وہ بے پردہ باہر نکلا کرتی تھیں پس انھوں نے شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر خوبصورت مانگ نکالے ہوئے سر شانوں تک کھلی ہوئی باہیں اور نیم عریاں سینے نامحرموں کے سامنے پیش کردیئے جسم کے باقی ماندہ حصہ کو بھی ایسے باریک کپڑے سے ڈھانکا کہ لباس پہن کر بھی ننگی کی ننگی رہیں بعض عورتوں نے تو وہی لباس پہننے شروع کردیئے جو یورپین مستورات پہنتی ہیں۔

آزاد خیال عورتوں نے حامیان آزادی نسواں اور مسٹر جوش کے فتوی میں جب یہ پڑھا کہ گھروں کی قید نے ان کی صحت کو خراب کردیا ہے انھیں بیکار وغیر دلچسپ اور بد صورت بنادیا ہے جس کی وجہ سے ان کے خاوند ان سے بیزار ہوکر زنان بازاری کی خلوت گاہوں میں جاتے ہیں جہاں انھیں سچ مچ کی عورتیں اپنی ٹھنڈی ہوا سے پالے ہوئے رخساروں سے آسودہ [1] کرسکتی ہیں پس انھوں نے بہترین خوشنما ساڑیوں کو زیب تن کیا

---

[1] کیا حامیان آزادی نسواں کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کرسکتے ہیں جس کا یہ مطلب ہو کہ عورتیں باہر نکل کر ٹھنڈی ہوا سے پال کر اپنے رخساروں کو سرخ بنائیں تاکہ ان کے خاوند ان کی بدصورتی سے بیزار ہوکر سینماؤں، تھیٹروں اور زنان بازاری کی خلوت گاہوں میں نہ جائیں اور جب ایسی کوئی آیت وحدیث نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو ایسے اٹکل بے جوڑ دلائل کو بے پردگی کے جواز کے ثبوت میں پیش کرنا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ پردے کے دلائل جو ہم نے اپنے بیس سوالات میں تحریر کئے ہیں وہ اٹل ہیں ہاں حامیان آزادی نسواں ان کے جوابات دینے سے قاصر ومجبور ہیں یہ لکھنا سرتاپا غلط ہے کہ عورتوں کو پردہ میں گھوٹ کر اس قدر بے کار غیر دلچسپ اور بدصورت بنادیا ہے کہ شام ہوتے ہی نوجوان گھروں سے رسیاں توڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور وہاں پہونچتے ہیں جہاں انہیں سچ مچ کی عورتیں مل سکتی ہیں۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

چہروں پر غازے ملے جسم کو عطر سے معطر کیا۔ مانگ چوٹی سنواری اس طرح بن ٹھن کر وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ سے منھ موڑ کر اتراتی ہوئی صبح وشام سڑکوں پر پھرنے اور پارکوں میں ٹہلنے لگیں بازاروں اور ہوٹلوں کے چکر لگائے، سنیماؤں اور تھیٹروں کی رونق بڑھائی۔ اگر کوئی شخص جاہلیت اولیٰ کی تبرج والی چال اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو مغربی لباس کی وضع قطع پر مٹنے والی ہندوستانی خواتین کو دیکھے جو جاہلیت اولیٰ کی عورتوں کی طرح خوب بن سنور کر اٹھلاتی ہیں روزانہ سڑکوں پر گھومتی ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور اپنے ٹھنڈی ہوا کے پالے ہوئے رخساروں سے آسودہ کرسکتی ہیں ”مسٹر جوش“ کے اس خیال کی کوئی سنجیدہ آدمی تائید نہیں کرسکتا کون نہیں جانتا کہ سنیماؤں، تھیٹروں میں مسلمان مردوں اور عورتوں کا نظر آنا اسلامی احکام سے لاپرواہی اور مغربی تہذیب وتمدن کا اتباع ہے بفرض باطل اگر مردان مخرب اخلاق جگہوں میں اس لئے جاتے ہیں کہ انہیں سچ مچ کی عورتیں وہاں ملتی ہیں تو بتائیے کہ عورتیں کس لئے سنیماؤں اور تھیٹروں میں جاتی ہیں جوش صاحب کے نظریہ کی رو سے ظاہر ہے اس لئے جاتی ہوں گی کہ ان کے خاوندوں کے رخساروں کی سرخی ہندوستان کی گرم ہوا سے جاتی رہی ہے اور وہ بدصورت ہوگئے ہیں تھیٹروں اور سنیماؤں میں عورتوں کو سچ مچ کے مرد ملتے ہیں جو مغربی ممالک سے آئیں ہیں اور وہ اپنے سرخ سفید مغربی ممالک کی ٹھنڈی ہوا سے پالے ہوئے رخساروں سے عورتوں کو آسودہ کرتے ہیں؟ حامیان آزادی نسواں کے ایسے دلائل کی مسلمانوں کے نزدیک تار عنکبوت کے برابر بھی وقعت نہیں۔ بے پردگی کی تائید میں جب کوئی دلیل نہ ملی تو ایسی دلیلیں دل سے گڑھیں جن کو پڑھ کر ذی عقل قہقہہ لگاتے ہیں مثل مشہور ہے کہ ڈوبتا ہوا سوار پکڑتا ہے ان تمام دلائل پر یہ مثل پوری پوری صادق آتی ہے۔ اپاوڈر

وہ قول ہیں سچے جو سنائے ہیں نبی نے — آثار قیامت یہ بتائے ہیں نبی نے

ہوں گی زیادہ عورتیں اور مرد ہوں گے کم — ہوگا کسی بھی دل میں نہ انسانیت کا غم

ایسا لباس ہوگا بدن آئے گا نظر — مردوں کو شرم آئے گی عورت کو دیکھ کر

گھر گھر میں ناچ گانوں کا ہوگا رواج عام — چھوٹے بڑے پسند کریں گے برے کلام

اپنے بڑوں کی کچھ بھی نہ عزت کریں گے لوگ — بیوی سے پیار ماؤں سے نفرت کریں گے لوگ

فاش غلطی

حامیان آزادی نسواں جس فاش غلطی میں مبتلا ہیں وہ یہ ہے کہ انھوں نے مرد و عورت کے دائرہ عمل کو ایک سمجھ لیا ہے حالاں کہ دینی اور دنیوی امور دونوں میں مردوں کا دائرہ عمل عورتوں کے دائرہ عمل سے الگ ہے۔ دینی امور کو لیجئے تو عورتوں پر مسجد کی حاضری ضروری نہیں ان پر نماز جمعہ اور نماز با جماعت واجب نہیں۔ جنازوں میں شرکت کرنے کا ان کو حکم نہیں مردوں کے واسطے یہ تمام امور ضروری ہیں، مرد لونڈی رکھ سکتا ہے مگر عورت کو غلام سے تمتع جائز نہیں مرد جہاں چاہے جا سکتا ہے مگر عورت بغیر محرم مرد کو ساتھ لئے سفر نہیں کر سکتی۔ مرد کتابیہ عورت سے شادی کر سکتا ہے مگر عورت کسی غیر مسلم سے نکاح نہیں کر سکتی۔ عورتوں نے جب جہاد میں مردوں کے ساتھ شریک ہونے کی تمنا کی تو رب تبارک وتعالیٰ نے آیت وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ نازل فرما کر ان کو یہ تمنا کرنے سے روک دیا مردوں کے لئے کوئی ایسا وقت نہیں ہے کہ نماز معاف ہو مگر حیض ونفاس کی حالت میں عورتوں کے لئے نماز معاف ہے، مستورات چشم بصیرت کھولیں اور غور کریں کہ ان کا یہ کہنا کیوں کر صحیح مانا جا سکتا ہے کہ اسلام نے جو فرائض مرد کے لئے مقرر کئے وہی عورت کے بھی جس طرح دینی امور میں دونوں کے بہت سے فرائض جدا جدا ہیں اسی طرح دنیوی امور میں بھی مرد کا دائرہ عمل عورت کے دائرہ عمل سے جدا ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے خاندان کے واسطے روزی کمائے ضروریات زندگی فراہم کرے چوں کہ وہ خاندان کا حاکم ہے اس لئے اپنے اہل وعیال پر عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی کرے ان

کی حفاظت کرے وغیرہ وغیرہ۔عورت بچوں کی پرورش وتربیت،گھر کی تنظیم خانہ داری کے تمام فرائض کو بحسن خوبی انجام دینے کے واسطے ہے خانگی زندگی میں اگرچہ وہ بھی گھر کی ملکہ ہے مگراس پر اپنے شوہر کی اطاعت فرض ہے۔چوں کہ عورتوں کو خدا نے روزی کمانے کے واسطے پیدا نہیں کیا پس ان پر بیرون خانہ کی ذمہ داریوں کو ڈالنا قوانین فطرت اور عقل کے خلاف ہے اس کی جسم کی ساخت یعنی نازک بدن ہونا، ہر مہینہ حمل کی زحمت میں پڑنا، بعد وضع حمل زچگی کی تکلیف اٹھانا بچوں کو دودھ پلانا یہ سب وہ امور ہیں جو عَلَی الْاِعْلَان بتا رہے ہیں کہ عورت بیرون خانہ کام کرنے کے واسطے نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ مانع حمل ادویات اور آلات استعمال کر کے عورتیں حمل ،زچگی اور دودھ پلانے کی زحمتوں سے چھٹکارہ حاصل کرسکتی ہیں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ایسے لوگ انسانی نسل کے سلسلہ کو مسدود کرنا چاہتے ہیں خداوند کریم نے تو انسان کے جوڑے اس غرض سے بنائے ہیں کہ صنفی تعلق سے انسانی نسل جاری ہو رب تبارک وتعالی فرماتا ہے۔جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ،ترجمہ تمہارے لئے تم میں سے جوڑے بنائے اور نر مادہ چوپائے اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے(پارہ ۲۵ شوری ۲)انسانی نسل کو قطع کرنے کے واسطے مانع حمل ادویات وغیرہ کا استعمال خدا سے جنگ کے واسطے آمادہ ہونا ہے اور خدا سے جنگ نہ کرے گا مگر وہ جو خدا ہی کا منکر ہو۔

غرض کہ عورتوں سے اگر بیرون خانہ کام مردوں کی طرح لئے گئے۔نوکریاں وغیرہ کرائی گئیں تو اولا بوجوہ مندرجہ بالا وہ ان تمام کاموں کو بخوبی انجام نہ دے سکیں گی ثانیا

خاندان کا شیرازہ درہم برہم ہو جائے گا۔ خاندان کا نظام تباہ و برباد ہونے پر جو ماتم مغربی ممالک میں عُقلا کر رہے ہیں وہی ماتم یہاں کرنا ہوگا وہی رونا یہاں رونا پڑے گا۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جب عورتیں اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیتی ہیں ان میں سے بیشتر وہ ہیں جو نوکریاں کرنے کے بعد اپنے والدین کی رتی بھر بھی پرواہ نہیں کرتی ہیں۔ والدین ان سے یہ نہیں پوچھ سکتے کہ تم کس سے ملتی ہو اور کہاں جاتی ہو جب ان کے جی میں آتا ہے والدین کے بغیر اطلاع نکاح کر لیتی ہیں خواہ وہ ان کا کفو ہو یا نہ ہو خواہ یہ رشتہ ان کے خاندان کے واسطے باعث ننگ و عار ہو کیا ہی عجیب بات ہے کہ آج کل عورتوں کو بھی تعلیم اس غرض سے دی جاتی ہے کہ وہ بی۔اے۔ ایم۔اے پاس کر کے نوکریاں کریں عورتوں کا دائرہ عمل تو گھر ہے پس اس کی تعلیم اسی حد تک ہونا چاہیئے جو اس دائرہ عمل کے واسطے مفید ہو مذہبی تعلیم تو بلا شک مرد و عورت دونوں کے واسطے ضروری بل کہ اشد ضروری ہے۔ عورتوں کو انٹرنیس ایف۔اے۔ بی۔اے پاس کرانا غیر ضروری ہونے کے علاوہ مضر بھی ہے۔ کیوں کہ اکثر مستورات اس تعلیم کی بدولت آزاد ہو کر والدین کے واسطے باعث ننگ و عار ہو جاتی ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علماو مفتیان شرع متین ان مسائل میں

(۱) ایک شخص لوہے اور پیتل کا زیور بیچتا ہے اور ہندو مسلم سب خریدتے ہیں اور ہر قوم کے ہاتھ وہ بیچتا ہے غرض کہ وہ جانتا ہے کی جب مسلمان خریدیں گے تو اس کو پہنیں گے تو ایسی چیزوں کا فروخت کرنا مسلمان کے ہاتھ جائز ہے کہ نہیں؟

(۲) کانسہ جو بشکل پیتل ہوتا ہے استعمال کرنا چاہے یا نہیں؟

الجواب: مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے

(۲) کانسہ کے برتن میں حرج نہیں اور اس کا زیور پہننا مکروہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۲ ص۱۲۹)

ضروری گزارش

مسلمانو! للہ انصاف۔ ایمان لگتی کہنا کیا مغربی ممالک کی مستورات اور ان کا اتباع کرنے والی ہندوستان کی مستورات کی بے پردگی کی تائید قرآن عظیم کی کسی آیت یا حدیث سے ہوسکتی ہے اگرنہیں اور یقیناً نہیں تو اپنی بیبیوں، بہو، بیٹیوں کو ایسے مضامین پڑھنے سے روکنا ضروری ہے جن میں بے پردہ باہر نکلنے کی ترغیب ہو۔ ایسے رسالوں اور کتابوں کو منگواکر مستورات کے ہاتھوں میں دینا ان کے ساتھ بدخواہی ہے ہرگز ہرگز خیر خواہی نہیں۔ ان کی خیر خواہی تو اس میں ہے کہ ان کو ایسے مخرب اخلاق کتب کی ہوا تک نہ لگے۔ والسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ!

مسلمانوں کا خیرخواہ محمد عرفان علی قادری رضوی غفرلہ۔

سوال: یہاں کے مسلمان اپنی عورتوں کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھیجتے ہیں اور غیر محرم آدمیوں سے کلام اور ہنسی مذاق کرتی ہیں بالکل ہی دریغ و بے پردہ، اگر ان لوگوں کو کوئی عالم وعظ و نصیحت کرے تو اس کو تمسخر و استہزا کرتے ہیں اور طعن لعن کرتے ہیں۔ حسب شریعت ان لوگوں پر کیا حکم ہے۔ المستفتی محمد عمر محلہ میلانگ ضلع اکیاب۔ ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

الجواب: یہ لوگ دیوث ہیں، اور دیوث کو فرمایا کہ اس پر جنت حرام ہے، دیوثی بھی فقط اس فعل تک ہے، وہ جو سائل نے بیان کیا کہ احکام شریعت کے ساتھ تمسخر و استہزاء اور عالم پر لعن و طعن کرتے ہیں یہ تو صریح کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ ایمان سے نکل جاتے ہیں اور ان کی عورتیں نکاح سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو لہذا معذرت نہ کرو اور بہانے نہ بناؤ بلاشبہ تم ایمان کے بعد کافر ہو گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ۔ ج ۲۲ ص۔ ۲۲۴)

گھر والی یا گھر میں

بعض خواتین کا خیال ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی کو "گھر والی" یا "گھر میں" کہنا بیوی کو ذلیل کرنا ہے یہ خیال محض غلط اور نافہمی پر مبنی ہے قرآن مجید میں متعدد جگہ اہل بیت آیا ہے جس کا ترجمہ گھر والے ہیں اہل بیت میں بیوی بچے سب شامل ہیں سب کے واسطے اردو میں گھر والے استعمال ہوگا اور اگر گھر میں صرف بیوی ہے تو اردو میں اس کے واسطے واحد کا صیغہ "گھر والی" یا "گھر میں" بولا جائے گا یہ عورتوں کے واسطے باعث مُسرّت ہے کہ شوہر ان کے واسطے وہ الفاظ اردو میں استعمال کرتے ہیں جو کلام الٰہی کے لفظ اہل بیت کے ہم معنی ہیں ہمارے آقا و مولیٰ سرکار مدینہ ﷺ نے بھی اپنی بیویوں یعنی امہات المومنین کے واسطے اہل بیت استعمال کیا ہے بہت سی احادیث اس بارے میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ لہذا بیوی کو گھر والی یا گھر میں کہنا ہرگز ہرگز بیوی کی ذلت نہیں اور نہ یہ کسی پہلو سے حقارت آمیز برتاؤ ہے بخاری شریف میں ہے المراۃ داعیتہ علی بیت زوجھا وھی مسئولۃ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمراں یعنی ملکہ ہے اور وہ اپنی حکومت کے دائرہ میں اپنے عمل کے لیے جواب دہ ہے۔ ہر سمجھ دار مسلمان یہی سمجھتا ہے کہ اس کے گھر میں یا گھر والی گھر کی مالک اور گھر کی ملکہ ہے اس کو خانگی معاملات میں جائز حد تک سیاہ و سپید کا اختیار شوہر کو جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ اپنی باسلیقہ، اطاعت شعار، فرماں بردار بیوی کے ہاتھ میں دیتا ہے وہ جن جن کاموں میں صرف کرنا مناسب سمجھتی ہے کرتی ہے اور جس امر میں اپنے شوہر سے مشورہ لینا چاہتی ہے اس کے مشورہ سے مستفید ہوتی ہے چوں کہ بیوی گھر کی مالک ہے

اسی لئے شوہر اس کو گھر کی مالک یا گھر کی ملکہ سمجھ کر گھر والی کے لقب سے پکارتا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض گھروں میں بیوی کے واسطے الفاظ ''گھر والی'' یا ''گھر میں'' اس لئے بھی استعمال ہوتے ہیں کہ وہ بازاری عورتوں سے ممتاز ہے اس کا رتبہ بازاری عورتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے بعض ناعاقبت اندیش بازاری عورتوں سے تعلق پیدا کر کے ان کو اپنے گھروں میں لے آتے ہیں ایسی صورت میں منکوحہ بیوی کو ''گھر والی'' یا ''گھر میں'' کہہ کر پکارنا اس کی عزت بڑھانا ہے تاکہ سب پر عیاں و آشکار ہو جائے کہ گھر والی یا گھر کی ملکہ کوئی معزز رہتی ہے۔ بازاری عورت ان الفاظ کی مستحق نہیں ہے اگر چہ وہ کیسی ہی محبوبہ کیوں نہ ہو غرض کہ بیوی کے واسطے الفاظ ''گھر والی'' یا ''گھر میں'' عربی لفظ اہل بیت کے ہم معنیٰ ہونے کی وجہ سے نہایت موزوں ہے ان الفاظ سے بیوی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے موجودہ دور آزادی میں غیر ممالک کی بے پردہ باہر نکلنے والی عورتوں کی اتباع سے ہندوستان کی مستورات نے بھی باہر نکلنا شروع کیا ہے اور پردہ جیسی ضروری چیز کو خیر آباد کہہ دیا ہے یہ آزاد خیال باہر نکلنے والی خواتین گھروں میں رہنے والی مستورات کو گھروں کی چہار دیواری میں مقید رہنے والی سمجھتی ہیں۔ ان کے نزدیک بیت یعنی گھر عورت کے واسطے قید خانہ ہے ان کے خیال کے مطابق ''گھر والی'' کے معنی ''قید خانہ والی'' ہوئے ممکن ہے کہ یہ وجہ ان کے خیال میں ان الفاظ کے حقارت آمیز ہونے کی ہو مگر ان کو غور کرنا چاہیے کہ ان کے واسطے اندر ٹھہرنے کا حکم تو قرآن عظیم میں ہے۔ غیر ممالک کی مستورات کا اتباع کر کے بے پردہ باہر نکلنا مولیٰ و تبارک تعالی کی نافرمانی ہے۔ گھروں میں رہنے کو قید خانہ

میں رہنا سمجھنا نادانی ہے۔ رب تبارک وتعالی فرماتا ہے۔ (وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الجَاھِلِیَّۃِ الاُوْلٰی) ترجمہ۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ بے پردہ باہر نکلنے والی آزاد خیال خواتین نے الفاظ عورت اور مستورات کے لغوی معنی پر غور نہیں کیا اگر ان کو ان الفاظ کے معنی معلوم ہو جائیں تو اپنے واسطے ان الفاظ کے استعمال کو بھی حقارت آمیز تصور کر کے صدائے احتجاج بلند کریں گی کہ کوئی مرد کسی خاتون کو عورت نہ کہے کہ وہ پردہ میں نہیں رہتیں۔ مگر پردہ میں رہنے والی خواتین تو یہی کہیں گی کہ ہم احکام خدا ورسول (جَلَّ جَلَالُہٗ وَ ﷺ) کی پابندی کرتے ہیں جب کسی حاجت سے ہم گھر سے باہر نکلتے ہیں تو اپنے کل جسم کو برقع وغیرہ سے چھپا لیتے ہیں۔ ہمارے واسطے مستورات وعورت کہنا بالکل بجا ودرست ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکیوں کو اگر لکھنا سکھایا جائے تو شرعا کوئی مواخذہ تو نہیں ہے اور ان تعلیمی حالات کو شریعت نے کہاں تک اجازت دی ہے علوم دینیہ کے علاوہ علوم دنیویہ مثلا پھول، بیل، بوٹے، موزے وغیرہ بنانے کے لئے اسکولوں میں اور میموں کے پاس بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب: لڑکیوں کو ضروری مسائل شرعیہ عبادات ومعاملات کی تعلیم دینا ضروری ہے یوں ہی ان کو امور خانہ داری مثلا کھانا پکانا، سینا، پھول، بوٹے بنانا وغیرہ ایسے کام سکھانا بھی جائز بل کہ بہتر ہے مگر ان کی تعلیم کے لئے نصرانیہ عورتوں کے پاس بھیجنا ناجائز ہے کہ ان کی صحبت سے اسی قسم کی آزادی اور دین سے بے تعلقی پیدا ہونے کا قوی احتمال موجود ہے۔ لڑکیوں کو لکھنا سکھانا اچھا نہیں۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۲۴۹)

فرماں بردار عورت کا ترانہ

بغاوت کا جھنڈا گرانے چلی ہوں
غرور و تکبر مٹانے چلی ہوں

میں احکام مولیٰ بتانے چلی ہوں
احادیث و قرآن سنانے چلی ہوں

شریعت کا ڈنکا بجانے چلی ہوں

نہتی نہ سمجھو میں سر توڑ دوں گی
میں خیمے[1] کی چوبوں کو لے کر لڑوں گی

میں باغی[2] کا جھنڈا گرا کر رہوں گی
چراغ شریعت کو روشن کروں گی

میں بے پردگی کو مٹانے چلی ہوں

یہ بے پردہ گھر سے نکلنا برا ہے
یہ جمپر نہ پہنو کہ سینہ کھلا ہے

بدی[3] کی نظر سے ہر اک دیکھتا ہے
نہیں کھول کر منھ نکلنا روا ہے

فراک اور ساڑی جلانے چلی ہوں

بتاتی ہوں اپنے کو مردوں سے برتر
مسلماں رہو گی نہ آزاد ہو کر

پھر و اب نہ تم سر کو کھولے سراسر
کہیں قہر نازل نہ ہو جائے تم پر

---

[1] قرون اولی کی خواتین اپنے شوہروں کی خدمت کے لئے سفر جہاد میں ان کے ہمراہ گئی تھیں جہاد کی غرض سے نہیں گئی تھیں اس لئے ان کے پاس آلات حرب نہ تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان پسپا ہو رہے ہیں تو وہ بھی خیمے کی چوبیں لے کر دشمنان اسلام پر ٹوٹ پڑیں [2] اسلام سے باغی [3] مفسرین کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ اگر نظر بد سے امن ہو تو عورتیں منھ کی ٹکلی گٹوں تک ہاتھ، ٹخنوں تک پیر کھول کر باہر نکل سکتی ہیں مگر اس پر آشوب زمانہ میں یہ غیر ممکن ہے کہ عورتیں اس طرح نکلیں کوئی ان کو نظر بد سے نہ دیکھے اس لئے حرہ کو بوقت ضرورت جسم کے کل اعضا برقع وغیرہ سے چھپا کر نکلنا چاہئے منھ کھول کر نکلنا ناجائز ہے

بہ بانگِ دہل یہ سنانے چلی ہوں

یہ تقلیدِ یورپ پہ اتراؤ کم کم
نہ باغی بنو اور نہ دکھلاؤ دم خم

اطاعت کرو اپنے شوہر کی ہر دم
نمازیں پڑھو پھر رہو گی نہ پُر غم

میں اسلام والی بنانے چلی ہوں

ستایا دبایا گرایا ہے کس نے
تری جان پر ظلم ڈھایا ہے کس نے

یہ الزام رکھنا بتایا ہے کس نے
یہ بے سر کا گانا سکھایا ہے کس نے

خیالات فاسد مٹانے چلی ہوں

جو محکوم حکم خدا سے ہوئی ہو
تو پھر کس لئے سر کو تم پیٹتی ہو

یہ اسلام سے تم جو باغی بنی ہو
بہت ہی بری ہو بہت ہی بری ہو

کھری کہہ رہی ہوں جتانے چلی ہوں

خدا کو نہیں کیا کبھی منہ دکھانا
یہ بے جا ہے شور و شغب کا مچانا

خلاف شریعت ترا ہے ترانا
ہے مقصد مرا تجھ سے توبہ کرانا

نہ مانے گی اس کو منانے چلی ہوں

تقریظ جلیل:

جناب مولانا مولوی صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

رسالہ پردہ نسواں مسمّٰی بہ.. ہندوستان کا مروجہ پردہ.. مصنفہ مولوی محمد عرفان علی صاحب رضوی بیسل پوری کو میں نے پڑھوا کر سنا، مضمون نہایت پاکیزہ، عبارت سہل، طریق بیان نہات بہتر دلائل اور براہین باقوت طریقہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ پردہ مروجہ کو اسلام اور قرون اولیٰ کے خلاف بتاتے ہیں ان کے جوابات نہایت شافی وکافی تحریر کئے گئے ہیں پردہ کے متعلق جن مسلمانوں کو معلومات حاصل کرنے کا شوق ہو وہ اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ جو اوہام وشکوک آزاد خیالوں کو پیدا ہوتے ہیں اور وہ دوسرے لوگوں کو اوہام میں مبتلا کرتے ہیں ان کا ازالہ بخوبی ہو جائے۔

وَاللّٰہُ الْمُوَافِقُ وَالْمُعِیْنُ۔

فقیر: امجد علی اعظمی عفی عنہ ۱۹ صفر ۱۳۶۵ھ

تقریظ

جناب حامئی شریعت قاطع بدعت مولوی محمد رجب علی صاحب متوطن نان پارہ ضلع بہرائچ شریف (یوپی)

اسلامی پردہ اور اس کی تائید میں محترمی جناب مولانا مولوی عرفان علی صاحب قادری رضوی بیسل پوری دامت معالیم نے جو دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ قائم فرمائے بلاشک شریعت بیضاء کے مطابق ہے درحقیقت شرفائے ہند میں جو اسلامی پردہ فی زمانا

مروّج ہے صحیح و بجا ہے۔ اوراس کا خلاف تقلید نصاریٰ و جہل وخطا۔ آج کل کے آزاد خیال فدایان مغرب کی روش ہی نرالی ہے وہ جس امر میں اپنی خواہشات فاسدہ کے خلاف کوئی بات دیکھتے ہیں اس کو مٹانے کے لئے آمادہ ہوجاتے ہیں اسلامی فرامین سے انھیں کچھ ایسی بے تعلقی ہوگئی ہے کہ وہ شرعی احکام کچھ سننا نہیں چاہتے معلوم نہیں کہ ان کے علما کدھر ہیں۔ رب عزوجل توفیق عطا فرمائے اور علمائے اسلام کا سچا پیرو بنائے۔ کتب معتبرہ سے چند عبارات نقل کی جاتی ہیں کہ صبح حق نمایاں ہو اور بے حیائی کی راتیں کاٹنے والے بیدار ہو جائیں۔ وباللہ التوفیق

درمختار میں ہے (وتمنع المراة الشابة من کشف الوجه بين رجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة کمسه وان امن اشهوة)
ترجمہ: جوان عورت کو منع کیا جائے مردوں میں چہرہ کھولنے سے اس لئے نہیں کہ چہرہ عورت ہے بل کہ فتنہ کے خوف سے ردالمحتار میں ہے والمعنی تمنع من الکشف الخوف ان يری الرجال وجهها فتقع الفتنة لانه مع الکشف قد يقع النظر اليها بشهوة۔ ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ عورت کو چہرہ کھولنے سے بایں اندیشہ منع کیا جائے کہ مرد اس کا چہرہ دیکھیں گے تو فتنہ واقع ہوگا کیوں کہ چہرہ کھلے ہونے کی حالت میں بھی اس کی طرف شہوت سے نظر پڑتی ہے افسوس ان لوگوں کی عورتوں پر جو غیروں کی تقلید میں اپنی عورتوں کو بے پردہ بازاروں اور نمائشوں میں لئے پھرتے ہیں اور ہر قسم کے لوگ ان کو دیکھتے ہیں وہ مردوں سے ہاتھ ملاتی ہیں بے تکلف گفتگو

کرتی ہیں بلند آواز سے بولتی ہیں مجمعوں میں تقریر کرتی اور ترانے گاتی ہیں کیا ان ہوا پرستوں کو معلوم نہیں کہ عورتوں کو مردوں سے بلند آواز کے ساتھ کلام کرنا جائز نہیں شریعت میں عورت کی آواز یہاں تک محفوظ کی گئی کہ ان کو اذان دینا جائز نہیں اگر امام سہو کرے تو عورت کو سبحان اللہ تک کہنے کی اجازت نہ دی گئی بل کہ وہ ایسی صورت میں اپنے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مار کر آواز کرے تا کہ امام اپنے سہو پر متنبہ ہو جائے الحمد للہ۔ اسلام نے کیسی پاک بازی وحیا کی تعلیم فرمائی کہ اسلام والے بفضلہ تعالی ہر جگہ فتنوں سے مامون رہیں۔

السلام علی من اتبع الھدیٰ۔

محمد رجب علی قادری غفرلہ

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع جناب مولانا صاحب ممدوح مدظلہ العالی

معطر فضا ابر ہے خوب چھایا　　زباں پر درودوں کا نغمہ ہے آیا

زباں پر درودوں کا نغمہ ہے آیا　　کہا برملا باغ فردوس آیا

۱۳۶۵ھ

ضمیمہ

از: عبدالصمد قادری رضوی نوری

مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

مسلمان عورتوں کا پردہ۔ اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لئے عورتوں کو پردے میں رکھنے کا حکم دیا۔ پردے کی فرضیت اور اس کی اہمیت قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر پردہ فرض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی۔ (پارہ۔ ۲۲۔رکوع،۱) ترجمہ۔تم اپنے گھروں کے اندر رہو اور بے پردہ ہوکر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دور جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھر کے اندر رہا کریں۔ اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی اور بے پردگی کے رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں۔ بازاروں اور میلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں اسلام نے اس بے حیائی کی بے پردگی سے روکا۔ اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانہ جاہلیت کے

مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں۔ بل کہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے. جس وقت وہ بے پردہ ہو کے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے (ترمذی شریف، ۸۴۰)۔ اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ۔ بناؤ سنگار کر کے اترا اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے. جس میں بالکل روشنی نہ ہو۔ (ترمذی شریف، ج۱، ۱۲۹)۔

اسی طرح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بد چلن ہے۔ (نسائی)۔

پیاری بہنو! آج کی جو عورتیں بناؤ سنگار کر کر اور عریاں لباس پہن کر خوشبو لگائے بلا پردہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں اور سینما، تھیٹروں میں جاتی ہیں وہ ان حدیثوں کی روشنی میں اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ کون میں؟ اور کیسی ہیں؟ اور کتنی بڑی گنہگار ہیں؟

اے اللہ کی بندیوں! تم خدا کے فضل سے مسلمان ہو۔ اللہ ورسول نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ تمہارے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے احکام کو سنو اور ان پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ و رسول نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اس لئے تم کو لازم ہے کہ پردے میں رہا کرو اور اپنے شوہر اور اپنے باپ دادوں کی عزت وعظمت اور ان کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ حضرت خاتون جنّت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امت کی ماؤں یعنی رسول اللہ ﷺ کی مقدس بیویوں کے نقش قدم پر چل کر

اپنی دنیا وآخرت سنوارو۔ اور خدا کے لئے یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی عورتوں کے طریقوں پر چلنا چھوڑ دو۔ کن لوگوں سے پردہ فرض ہے۔ ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو خواہ رشتہ دار، باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر ہر ایک سے پردہ عورت پر فرض ہے۔ ہاں ان مردوں سے جو عورت کے محرم ہوں ان سے پردہ کرنا عورت پر فرض نہیں۔ محرم۔ وہ مرد ہیں جس سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں جائز نہیں ہوسکتا۔ مثلاً باپ، دادا چچا، ماموں، نانا، بھائی بھتیجہ، بھانجہ، پوتا، نواسہ، خسر ان لوگوں سے پردہ ضروری نہیں۔ غیر محرم۔ وہ مرد ہیں جس سے عورت کا نکاح ہوسکتا ہے جیسے۔ چچازاد بھائی، ماموزاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، جیٹھ، دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں اور ان سب سے عورت پر پردہ کرنا فرض ہے۔ ہندوستان میں بہت ہی غلط اور خلاف شریعت رواج ہے کہ عورتیں اپنے دیور سے بالکل پردہ نہیں کرتیں بل کہ دیور سے ہنسی مذاق اور ان کے ساتھ ہاتھا پائی کرنے کو برا نہیں سمجھتیں۔ حالاں کہ دیور عورت کا محرم نہیں ہے۔ اس لئے دوسرے تمام غیر محرم مردوں کی طرح عورتوں کو دیور سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ بل کہ حدیث شریف میں تو یہاں تک دیور سے پردہ کی تاکید ہے کہ (الحمو الموت) یعنی دیور عورت کے حق میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسے کہ موت۔ اور عورت کو دیور سے اسی طرح دور بھاگنا چاہیے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ۲۶۸)

بہرحال خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ چاہے وہ اجنبی مرد ہو یا رشتہ دار، دیور، جیٹھ، بھی غیر محرم ہی ہیں۔ اس لئے ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری

ہے۔اسی طرح کفار ومشرکین کی عورتوں سے بھی مسلمان عورت کو پردہ کرنا چاہیے۔اسی طرح ہجڑوں اور بدچلن عورتوں سے بھی پردہ کرنا لازم ہے اور ان کو گھر میں آنے جانے سے روک دینا چاہیے۔

مسئلہ۔عورت کا پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے اس لئے مریدہ کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔اور پیر کے لئے بھی جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے۔یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے۔بل کہ پیر کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور ﷺ (یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَاجَاءَ کَ الْمُؤْ مِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْأً وَ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ) ترجمہ۔یعنی اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اولاد کو قتل کریں گی سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے جو عورت اس آیت میں ذکر کی ہوئی باتوں کا اقرار کرلیتی تھی تو اب اس سے فرمادیتے تھے کہ میں نے تجھ سے یہ بیعت لے لی۔یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی۔خدا کی قسم کبھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔

(بخاری شریف، ج،۲۔۷۲۶) بحوالہ جنتی زیور ۵۷ تا ۶۰۔

چند اہم فتاوے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمرو نے اپنی تقریر میں کہا کہ پردہ عورتوں کے لئے کوئی ضروری چیز نہیں، پردہ کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ایسی حالت میں عمرو کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: نحمدہ ونصلی علیٰ رسوله الکریم ۔عمرو کا یہ قول کہ عورتوں کے لئے پردہ کا کوئی حکم نہیں دیا گیا قرآن کریم اور احکام الٰہی کا صریح انکار ہے ۔قرآن کریم سورہ احزاب میں آیت حجاب موجود ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ) اَلْآیَة ۔وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا) ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی! اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالیں رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

علامہ جیون علیہ الرحمہ تفسیر احمدی میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں: الآیة ۔ ان کان خاصا فی حق ازواج رسول اللہ ﷺ لکن الحکم عام لکل من

المئومنات فيفهم نم ان يحتجب جميع النسآء من الرجال ولا يبدين انفسهن ۔ آیت اگرچہ خاص کرازواج مطہرات کے حق میں وارد ہوئی ہے لیکن اس کا حکم مسلمان عورتوں میں سے ہر ایک کے لئے ہے۔تواس سے یہ مفہوم ہوا کہ عورتیں مردوں سے پردہ کریں اوراپنے آپ کوان کے سامنے بے حجاب نہ کریں۔

حجۃ الاسلام امام ابوبکر رازی احکام القرآن میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں:

فی هٰذه الآیۃ دلالۃ علیٰ ان المراۃ الشابۃ مامورۃ بستر وجهها عن الاجنبین واظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا یطمع اهل ریب فیهن ۔ (احکام القرآن، ج۳۔۹۸)

اس آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے اپنے چہرے کے چھپانے اور نکلتے وقت پارسائی اور پردہ کے ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ شک والے کوان میں کوئی طمع کی راہ نہ ملے۔

ان آیات وتفاسیر سے ثابت ہوگیا کہ عورتوں کواجنبی مردوں سے پردہ کرنے کا حکم خوداللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔فقہ کی کتابوں میں بھی ہے

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔(النظر الیٰ وجه الاجنبیۃ اذالم یکن عن شهوۃ لیس بحرام لکنه مکروه کذا فی السراجیۃ وان غلب علیٰ ظنه انه یشتهی فهو حرام، کذا فی الینابع ۔ (عالمگیری۹۸،ج۴)۔

اجنبی عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا جب شہوت سے نہ ہوتو حرام تونہیں لیکن

مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح فتاویٰ سراجیہ میں ہے اور اس کا اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ دیکھنا بشہوت ہے تو حرام ہے۔ یہی ینابیع میں ہے۔

بالجملہ قرآن کریم، تفاسیر، کتب فقہ میں عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے، اب اس پر عمرو کا یہ قول کہ پردہ عورتوں کے لئے کوئی ضروری امر نہیں ہے پردہ کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے، کس قدر غلط اور باطل ہے اور حکم قرآنی کا کیسا صاف انکار اور مسئلہ شرعیہ کی کیسی کھلی ہوئی توہین ہے۔ یہ تو منکر عمرو منکر حکم قرآنی ومخالف حکم شرعی قرار پایا، واللہ اعلم بالصواب۔ (بحوالہ فتاویٰ اجملیہ ج ۴، ص ۱۰۷ تا ۱۰۹) ۔ کتبہ محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ

سوال: عورت کے لئے شرعی پردہ کسے کہتے ہیں؟ (۲): جس شخص کی بیوی بے پردہ باہر نکلتی ہو اس کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص اپنے جیسے لوگوں کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا محمد عمر منیجر مدرسہ سبحانیہ برات العلوم پھلواپور ضلع سدھارتھ نگر، (یوپی)۔

الجواب: آزاد عورت کے لئے شرعی پردہ یہ ہے کہ اجنبی مردوں، غیر محرم عورتوں اور فاحشہ اور بدکار عورتوں سے اپنے وجود کو چھپائے رکھیں۔ حتیٰ کہ اپنی آرائش وزیبائش اور اپنی آواز کو بھی ان سے پوشیدہ رکھیں اور بلا ضرورت شرعیہ خود بھی انھیں نہ دیکھیں۔ اور اگر بضرورت گھر سے انھیں نکلنا بھی ہو تو اس طرح نکلیں کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا پورا جسم اس طرح چھپا ہوا ہو کہ بالوں کی سیاہی وسفیدی اور جسم کی ساخت بھی ظاہر نہ ہو اور نہ ہی کوئی

ایسا زیور زیب تن ہو جس کی آواز دوسرے تک پہونچ سکے۔ جن عزیزوں سے پردہ واجب ہے وہ لوگ ہیں جن سے فی الحال نکاح اگرچہ ناجائز ہے لیکن کسی وقت درست بھی ہو جیسے بہنوئی جب تک بہن زندہ ہے یا چچازاد ماموں، خالہ اور پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ و دیور یعنی ان لوگوں سے بھی عورت کو پردہ کرنا واجب ہے۔

(۲) جس شخص کی بیوی چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ جسم کے دوسرے حصے مثلاً: سر، بالوں، ران یا پنڈلی وغیرہ کھولے ہوئے غیر مردوں کے سامنے نکلتی ہے اور شوہر اپنی طاقت بھر اسے ان حرکات شنیعہ سے روکنے کی کوشش نہیں کرتا تو یہ خود فاسق و دیوث ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ اور اسے امام بنانا گناہ ہے غنیۃ پھر فتاوی رضویہ میں ہے۔ لو قدموا فاسقا یا ثمون (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۸۸)۔ البتہ عورت اگر بضرورت باہر نکلتی ہے اور پوری احتیاط اور پردے کے التزام کے ساتھ۔ یا بصورت دیگر شوہر اس کی بے پردگی سے راضی نہیں اور اپنی استطاعت بھر اسے روکتا ہے پھر بھی وہ نہیں باز آتی تو مرد پر کوئی الزام نہیں اور اس میں کوئی دوسری وجہ مانع امامت نہ ہو تو اس کی امامت درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ

دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

(منقول از: ماہنامہ فیض الرسول ماہ نومبر دسمبر ۱۹۹۰ء ص ۴۵)

مسئلہ: مسئولہ مولانا محمد نصر اللہ یار علوی صدر المدرسین دار العلوم امجدیہ سنڈیلہ ضلع ہردوئی۔

عورت کو غیر محرم کے یہاں کسی نامحرم کے ساتھ گورمنٹ کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: غیر محرم کے یہاں یا نامحرم کے ساتھ عورت کو ملازمت کرنے کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔ **اول**: کپڑے باریک نہ ہوں، جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ جھلکے۔ **دوم**: کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیأت ظاہر کریں۔ **سوم**: بالوں، گلے، پیٹ، کلائی، یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ **چہارم**: کبھی نامحرم کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔ **پنجم**: ملازمت کی جگہ پر رہنے یا باہر آنے جانے میں کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر یہ پانچوں شرطیں پائی جائیں تو عورت کو ملازمت کرنے میں حرج نہیں اور اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو عورت کو ملازمت کرنا حرام ہے۔ ھکذا فی الجزء العاشر من الفتاویٰ الرضویہ (قدیم) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

(منقول: از فتاویٰ فیض الرسول، ج۲، ص:۵۷۶)۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے شوہر سے عورت کو پردہ کرنا فرض ہے یا نہیں بینوا وتوجروا۔

الجواب: بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بل کہ اس سے بھی زیادہ کہ وہ جس بے تکلفی سے آمد ورفت ونشست وبرخاست کرسکتا ہے غیر شخص کی اتنی ہمت نہیں ہوسکتی لہذا صحیح حدیث میں ہے۔ (قالوا: یارسول اللہ ارایت الحمو قال الحمو الموت) صحابی کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جیٹھ، دیوراوران کے مثل رشتہ دارانِ شوہر کا حکم کیا ہے؟ فرمایا یہ تو موت ہے۔

خصوصاً ہندوستان میں بہنوئی کہ باتباع رسوم کفار ہند سالی بہنوئی میں ہنسی ہوا کرتی ہے، یہ بہت جلد شیطان کا دروازہ کھولنے والی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضویہ مترجم ج۔۲۲ص ۲۳۷)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خلوت اجنبیہ کے ساتھ جائز اور زنان شوہر دار پر پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب: خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے احادیث امیر المؤمنین عمر وعبداللہ بن عمرو جابر بن سمرہ وعامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالی عنھم میں مرفوعاً وارد، سن لو یعنی آگاہ ہوجاؤ کہ کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے پاس اکیلا نہیں بیٹھتا مگر حال یہ ہوتا ہے کہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے (لہذا وہ لعین انہیں برائی میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے) اور الاشباہ والنظائر (کتب فقہ میں ہے) غیر محرم عورت کے ساتھ تنہا بیٹھنا (اور خلوت اختیار کرنا) شرعاً حرام ہے، اور اس سے باتیں کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ کام ہے۔

اور زنا حرام کو بنص قرآن ستر واجب اور جوان عورت کو اس زمانہ میں حجاب لازم، درمختار میں

ہے کسی اجنبیہ (غیر متعلقہ) عورت کو (مرد) دیکھ سکتا ہے مگر اس دیکھنے کو جائز ہونا اس قید سے مقید ہے کہ دیکھنے والا بشہوت نہ دیکھے ورنہ عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے، اور یہ حکم بھی اس زمانے میں تھا (مراد یہ کہ زمانہ سابق میں تھا) لیکن اب ہمارے زمانے میں یہ حکم ہے کہ جوان عورت کو دیکھنا ممنوع ہے۔ قستانی وغیرہ میں یہی مذکور ہے انتہی ملخصا واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضایہ ج۔۲۲ص۔۲۳۶)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ تخمیناً ماہ سوا ماہ شادی سے قبل دولہا اوردلہن کو ابٹن ملا جاتا ہے اس کے لیے اپنے خویش واقارب برادری کی عورتیں بلائی جاتی ہیں ۔دولہا خود بالغ ہوان کو اکثر وہ عورتیں جن سے رشتہ مذاق کا ہوتا ہے وہی بدن وغیرہ سارے بدن میں ابٹن لگاتی ہیں اور اس کے بعد سب کو گڑ تقسیم کیا جاتا ہے، یہ اسراف ہے یا نہیں؟

الجواب: ابٹن ملنا جائز ہے اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف نہیں اور دولہا کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس کے بدن میں ابٹن ملنا بھی گناہ وممنوع نہیں، ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور ستر عورت کو ہاتھ تو ماں بھی نہیں لگا سکتی، یہ حرام اور سخت حرام ہے، اور عورت ومرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا ہے یہ شیطانی اور ہندوانی رسم ہے۔ اللہ تعالی اعلم

سوال: عورتیں باہم گلا ملا کر مولود شریف پڑھتی ہیں اور ان کی آوازیں غیر مرد باہر سنتے ہیں تو اب ان کا اس طریقہ سے مولود شریف پڑھنا ان کے حق میں باعث ثواب یا کیا ہے؟

الجواب: عورتوں کا اس طرح پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سنیں باعث ثواب نہیں بل کہ گناہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضویہ ج۔۲۲ص۔۲۴۵)

وما علینا الا البلاغ

پردہ سے متعلق سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایمان افروز فتویٰ

مسئلہ: از میرٹھ مستفتی مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس۔ ۴؍ شوال المکرم ۱۳۵۷ھ

مستورات کو اپنے پیر و مرشد قبلہ سے پردہ کرنا چاہئے یا ان کے سامنے آنا چاہیے اگر بزرگان دین کا معمول بھی کچھ ارشاد ہو تو بہتر ہے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب۔ عورت پر ہر غیر مرد سے پردہ فرض ہے۔ پیر، استاد محرم نہیں ہوتا محض اجنبی ہے جو بزرگان دین ہیں وہ پردہ کو لازم ہی جانتے ہیں۔ شرعاً اجانب سے پردہ لازم۔ ملا علی قاری کی مسلک متقسط میں ہے فرماتے ہیں (ستر الوجہ عن الاجانب واجب علی المراۃ) جو عورتیں خود بے پردہ پھرتی ہیں ان کو ہدایت کرنا پیر کا کام ہے اگر وہ پردہ نہ کریں خود سامنے آئیں اور ان کی طرف دوسری نگاہ قصدی نہ ڈالی جائے تو اس پر الزام نہیں۔ بزرگان دین عورت کی آواز کو بھی عورت بتاتے ہیں اور اس کی آواز بھی سننا جائز نہیں جانتے۔ سیر الاولیا شریف میں ہے "گفت اگر امامی در نماز باشد و جماعتے در عقب او مقتدی شوند و دریں جماعت عورات ہم باشند پس اگر امام را سہوا فتد مرد مانے کہ اقتدا کردہ باشند یکے بہ تسبیح اعلام دہد بگوید سبحان اللہ و اگر زنے واقف شود او چگونہ امام را آگاہاند۔ سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز شنودن پس چہ کند پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نہ زند کہ بلہوی ماند۔

یعنی حضور نظام الملۃ والدین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو اس جماعت میں عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو۔ مردوں سے کوئی امام کو سہو سے تسبیح کہہ کر

مطلع کرے اور اگر عورت سہو پر وقوف پایے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ عورت کی آواز سننا جائز نہیں وہ کیا کرے کس طرح سے اعلام سہو کرے وہ پشت دست کف دست پر مارے۔ تالی نہ بجائے کہ تالی لہو ولعب میں بجائی جاتی ہے۔ پردہ کا حکم حکم شرع ہے اور بزرگ کا کوئی قدم شرع سے ہٹ نہیں سکتا اس کی بزرگی باقی رہنے کے لیے ضروری ہے اتباع شریعت علیٰ وجہ الکمال۔ اور پیری سنن بر وجہ کافی۔ تو بزرگوں کا معمول پوچھنا ہی زائد سوال ہے۔ بزرگوں کا معمول اتباع شرع جب ٹھہرا اور پردہ کا حکم حکم شرع تو خود ظاہر کہ بزرگوں کا معمول پردہ رہا اور ہے اور رہے گا۔

بعض اولیا کرام کے مرید جو خود بھی درجہ ولایت پر فائز تھے ایک نہایت حسین جمیل خوبصورت عورت پر نظر پڑی جو بے پردہ جارہی تھی ساتھ ہی اسی آن میں اس کا جہنمی ہونا مکشوف ہوا آپ نے دوسری نظر بالقصد متاسفانہ ڈالی کہ کیسی حسین جمیل ہے اور اس کا کیا برا ٹھکانہ جب مرشد برحق کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام عرض کیا روئے اقدس پھیر لیا دوسری جانب حاضر ہوکر سلام عرض کیا اِدھر سے اُدھر وجہ شریف پھیر لیا انہیں اس سے یقین ہوگیا کہ آج کوئی گناہ میں نے کیا ہے کوئی جرم مجھ سے ہوا ہے کوئی خطا کوئی قصور ضرور مجھ سے سرزد ہوا غور کیا تو یہی سمجھ میں آیا کہ اس نامحرم عورت کی طرف میں نے نگاہ کی تھی عرض کی حضور وہ نگاہ تاسف تھی وہ نگاہ شہوت نہیں تھی ارشاد ہوا کہ مگر شرع نے دوسری نگاہ کی اجازت تو نہیں دی اللہ اللہ آج کل کے لوگ بے پردگی پر راضی رہتے ہیں وہ کہنے کے بزرگ ہیں بزرگ صورت ہونا اور ہے بزرگ ہونا اور۔ حقیقتاً وہ بزرگ نہیں، ہرگز وہ بزرگ نہیں جو متبع شریعت نہیں کیسا ہی بظاہر بزرگ صورت بلکہ صاحب کشف کرامت

ہوَالْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ شریعت پر استقامت ہے اور کشف و کرامت نہیں تو ہزار کرامت سے زائد کرامت استقامت ہے اور لاکھ کرامت دکھائے شریعت سے برکراں ہے تو سب مردود والعیاذ باللہ تعالی وھو تعالی اعلم!

یہ حکایت اس وقت سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کتاب میں کن کن بزرگوں کے متعلق دیکھی غالباً اسی سیر الاولیاء شریف میں ہے اور حضور سلطان المشائخ اور ان کے مرید ہی کا واقعہ ہے واللہ تعالی اعلم (فتاوی مصطفویہ ص ۴۹۰ تا ۴۹۱)

مسلمانوں کے یہاں شادی بیاہ میں لڑکی والے سے لمبے لمبے خلاف شرع مطالبات میں شادی خانہ آبادی کو شادی خانہ بربادی بنادیا ہے لہذا حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کی کتاب "اسلامی زندگی" کے ص ۳۹ تا ۴۸ سے ضروری ہدایات شامل کتاب کی جارہی ہیں مسلمان اس پر عمل پیرا ہو کر دارین کی سعادتیں حاصل کریں۔

بیاہ شادی کی اسلامی رسمیں

سب سے بہتر تو یہ ہوگا کہ اپنی اولاد کے نکاح کے لیے حضرت خاتون جنت شہزادی اسلام فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کے نکاح پاک کو نمونہ بناؤ اور یقین کرو کہ ہماری اولاد ان کے قدم پاک پر قربان رضی اللہ تعالی عنہا اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی مرضی ہوتی کہ میری لخت جگر کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوتی اور صحابہ کرام کو

عہ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالی عنہ

اس کے لیے چندہ (نیوتا) وغیرہ کے لیے حکم فرما دیا جاتا تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خزانہ موجود تھا جو ایک ایک جنگ کے لیے نو نو سو اونٹ اور نو نو سو اشرفیاں حاضر کر دیتے تھے۔ لیکن چوں کہ منشا یہ تھا کہ قیامت تک یہ شادی مسلمانوں کے لیے نمونہ بن جائے۔ اس لیے نہایت سادگی سے یہ اسلامی رسم ادا کی گئی۔ لہذا مسلمانوں! اولاً اپنی بیاہ برات سے اپنی ساری حرام رسمیں نکال ڈالو۔ باجے، آتش بازی، عورتوں کے گانے، میراثی ڈوم وغیرہ کے گیت، رنڈیوں کے ناچ، عورتوں، مردوں کا میل جول پھول پتی کا لٹانا ایک دم اللہ کا نام لے کر مٹا دو اب رہی فضول خرچی کی رسمیں ان کو یا تو بند ہی کر دو اگر بند نہ کر سکو تو ان کے لیے ایسی حد مقرر کر دو جس سے فضول خرچی نہ رہے اور گھر کی بربادی نہ ہو جنہیں امیر و غریب سب بے تکلف پورا کر سکیں۔ لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس طریقہ سے نکاح کی رسم ادا ہونی چاہیے۔ بھات (نان کی چھک) کی بالکل رسم بند کر دی جائے اگر دولہا، دولہن کے ماموں نانا کچھ امداد کرنا چاہیں۔ تو رسم بنا کر نہ کریں۔ بل کہ محض اس لیے کہ قرابت داروں کی مدد کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اس لیے بجائے کپڑوں کے نقد روپیہ دے دیں جو کہ پچیس روپیہ سے زیادہ ہرگز نہ ہو یعنی کم ہو تو مگر اس سے زیادہ نہ ہو اور یہ امداد خفیہ کی جاوے دکھاوے کو اس میں دخل نہ ہو تا کہ رسم نہ بن جائے دولہا دولہن نکاح سے پہلے اوبٹن یا خوشبو کا استعمال کریں مگر مہندی اور تیل لگانے اور اوبٹن کی رسم بند کر دی جائے یعنی گانا بجانا عورتوں کا جمع ہونا بند کر دو اب اگر بارات شہر کی شہر میں ہے تو ظہر کی نماز پڑھ کے بارات کا مجمع دولہا کے گھر جمع ہو اور دولہن والے لوگ دولہن کے گھر جمع ہوں۔ دولہن کے یہاں اس

وقت نعت خوانی یا واعظ یا درود شریف کی مجلس گرم ہو ادھر دولہا کو اچھا عمدہ سہرا باندھ کر یا
پیدل یا گھوڑے پر سوار کر کے اس طرح بارات کا جلوس روانہ ہو آگے آگے عمدہ نعت خوانی
ہوتی جاوے تمام بازاروں میں یہ جلوس نکالا جاوے جب یہ بارات دولہن کے گھر پہونچے
تو دلہن والے اس بارات کو کسی قسم کی روٹی یا کھانا ہرگز نہ دیں کیوں کہ حضرت زہرہ کے نکاح
میں حضور ﷺ نے کوئی کھانا نہ دیا غرض کہ لڑکی والے کے گھر کھانا نہ ہو بل کہ پان یا خالی
چائے سے تواضع کر دی جائے پھر عمدہ طریقہ سے خطبہ نکاح پڑھ کر نکاح ہو جائے اگر نکاح
مسجد میں ہو تو اور بھی اچھا ہے نکاح کا مسجد میں ہونا مستحب ہے اور اگر لڑکی کے گھر ہو تب
بھی کوئی حرج نہیں نکاح ہوتے ہی باراتی لوگ واپس ہو جائیں یہ تمام کام عصر سے پہلے ہو
جاویں بعد مغرب کے دولہن کو رخصت کر دیا جائے خواہ رخصت تانگہ میں ہو یا ڈولی وغیرہ
میں مگر اس پر کسی قسم کا نچھاور اور بکھیر بالکل نہ ہو کہ بکھیر کرنے میں پیسے گم ہو جاتے ہیں ہاں
نکاح کے وقت خرمے لٹانا سنت ہے اور اگر نکاح کے وقت دو چار گولے چلا دئے جائیں یا
اعلان کی نیت سے جہاں نکاح ہوا ہے وہاں ہی کوئی نقارہ یا نوبت اس طرح بغیر گیت کے
پیٹ دی جائے جیسے سحری کے وقت اٹھانے کے لیے رمضان شریف میں پیٹی جاتی ہے تو
بھی بہت اچھا ہے یہی ضرب دف کے معنی ہیں۔

جہیز: جہیز کے لئے بھی کوئی حد ہونی چاہیے کہ جس کی ہر امیر و غریب پابندی
کرے امیر لوگ اور موقع پر اپنی لڑکیوں کو جو چاہیں دیں مگر جہیز نہ دیں جو مقرر ہو گیا یاد رکھو
کہ اگر تم جہیز سے دولہا کا گھر بھی بھر دو گے تو بھی تمہارا نام نہیں ہو سکتا کیوں کہ بعض جگہ بھنگی

چماروں نے اتنا جہیز دے دیا ہے کہ مسلمان بڑے مالدار بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ چند سال گزرے کہ آگرے میں ایک چمار نے اپنی لڑکی کو اتنا جہیز دیا کہ وہ بارات کے ساتھ جلوس کی شکل میں ایک میل میں تھا اس کی نگرانی کے لیے پولیس بلانی پڑی جب اس سے کہا گیا کہ اتنا جہیز رکھنے کے لیے دولہا کے پاس مکان نہیں تو فوراً چھ چھ ہزار روپیہ یعنی بارہ ہزار روپیے کے مکان خرید کر دولہا کو دے دیے چنانچہ اب ہم نے خود دیکھا کہ جو مسلمان اپنی جائداد و مکان فروخت کر کے اچھا جہیز دیتے ہیں تو دیکھنے والے اس چمار کے جہیز کا ذکر شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی وہ چمار جہیز کا ریکارڈ توڑ گیا اس مسلمان بیچارے کا نہ نام نہ تعریف لہذا اے مسلمانوں! ہوش کرو اس ناموری کی لالچ میں اپنے گھر کو آگ نہ لگاؤ یاد رکھو کہ نام اور عزت تو اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ لہذا جو جہیز ہم عرض کرتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز نہ دو۔ برتن گیارہ عدد، چارپائی درمیانی ایک عدد، لحاف ایک عدد، توشک (گدیلا) ایک عدد، تکیہ ایک عدد، چادر ایک عدد ، دولہن کو جوڑے چار عدد جس میں دو عدد سوتی ہوں اور دو ریشمی۔ دولہا کو جوڑے دو عدد، دولہا کے والد کو جوڑا ایک عدد، دولہا کی ماں کو جوڑا ایک عدد، مصلی (جائے نماز) ایک عدد ، قرآن شریف مع رحل ایک عدد، زیور بقدر ہمت مگر اس میں زیادتی نہ کرو۔ اگر ہو سکے تو اس کے علاوہ نقد روپیہ لڑکی کے نام میں جمع کرادو اور اگر تم کو اللہ نے دیا ہے تو لڑکے کو کوئی مکان ، دکان، جائدادی شکل میں خرید دو لڑکی کے نام رجسٹری ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمام لڑکیوں میں برابری ہونا ضروری ہے لہذا اگر نقدی روپیہ یا جائداد ایک کو دی ہے تو سب کو دو ورنہ گنہگار

ہوئیں۔ جو اولاد میں برابری نہ رکھے حدیث شریف میں اس کو ظالم کہا گیا ہے اور اپنی لڑکیوں کو سکھادو کہ اگر ان کی ساس یا نند طعنہ دیں تو وہ جواب دیں کہ میں سنّت طریقہ اور حضرت خاتون جنت کی غلامی میں تمہارے گھر آئی ہوں۔ اگر تم نے مجھ پر طعنہ کیا تو تمہارا یہ طعنہ مجھ پر نہ ہوگا۔ بل کہ اسلام اور بانی اسلام علیہ السّلام پر ہوگا۔ ساس نند بھی خوب یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے یہ جواب سُن کر بھی زبان نہ روکی۔ تو ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔

لطیفہ: حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیٹی کو جہیز میں ہر چیز دوں گا۔ اب کیا کروں کہ قسم پوری ہو۔ کیوں کہ ہر چیز تو بادشاہ بھی نہیں دے سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی لڑکی کو جہیز میں قرآن شریف دے دے کیوں کہ قرآن شریف میں ہر چیز ہے اور آیت پڑھ دی (روح البیان) پارہ گیارہواں سورۃ یونس کی پہلی آیت "وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ"

لہٰذا لڑکیوں اور ان کی ساس نندوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ جس نے قرآن شریف جہیز میں دے دیا اس نے سب کچھ دے دیا کیا چکی، چولہا اور دنیا کی چیز قرآن شریف سے بڑھ کر ہیں؟

اور اگر بارات دوسرے شہر آئی ہے تو بارات میں آنے والے آدمی مرد اور عورت پچیس سے زیادہ نہ ہوں اور ان مہمانوں کو لڑکی والا کھانا کھلائے مگر یہ کھانا مہمانی کے حق کا ہوگا نہ کہ بارات کی روٹی۔ اسی طرح دولہن والے کے گھر جو اپنی برادری اور بستی کی عام دعوت ہوتی ہے۔ وہ بالکل بند کردی جائے۔ ہاں باہر کے مہمان اور برات کے منتظمین ضرور کھانا کھائیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ دولہن کے گھر عام برادری کی دعوت نہ ہو کہ بلا وجہ

کا بوجھ ہے۔ جہاں تک ہو سکے لڑکی والوں کو بوجھ ہلکا کر دو۔

جب دولہن خیر سے گھر پہونچے۔ تو رخصت کے دوسرے دن یعنی شب عروسی کی صبح کو دولہا کے گھر دعوت ولیمہ ہونی چاہیے۔ یہ دعوت اپنی حیثیت کے مطابق ہو کہ یہ سنت ہے مگر اس کی دھوم دھام کے لیے سودی قرضہ نہ لیا جائے اور مالداروں کے ساتھ کچھ غرباء اور مساکین کو بھی اس دعوت میں بلایا جائے یاد رکھو کہ جس شادی میں خرچہ کم ہوگا۔ انشا اللہ وہ شادی بڑی مبارک اور دولہن کی بڑی خوش نصیبی ہوگی۔ ہم نے دیکھا کہ زیادہ جہیز لے جانے والی لڑکیاں سسرال میں تکلیف سے رہیں اور کم جہیز لانے والیاں بڑے آرام سے گزارا کر رہی ہیں۔

ہم نے حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی اور ان کا جہیز اور ان کی زندگی شریف نظم میں لکھی ہے۔ آپ کو سنائیں، سنو اور عبرت پکڑو۔

شہزادی اسلام مالکہ دار السّلام

حضرت فاطمۃ الزّہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

گوش دل سے مومنو! سن لو ذرا — ہے یہ قصّہ فاطمہ کے عقد کا!

پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی — اور تھی بائیس سال عمر علی

عقد کا پیغام حیدر نے دیا — مصطفیٰ نے مرحبا اہلا کہا

پیر کا دن سترہ ماہ رجب — دوسرا سن ہجرت شاہ عرب

پھر مدینہ میں ہوا اعلان عام ظہر کے وقت آئیں سارے خاص و عام

اس خبر سے شور برپا ہوگیا کوچہ و بازار میں غل سا مچا

آج ہے مولیٰ کی دختر کا نکاح آج ہے اس نیک اختر کا نکاح

آج ہے اس پاک و سچی کا نکاح آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح

خیر سے جب وقت آیا ظہر کا مسجد نبوی میں مجمع ہو گیا

ایک جانب ہیں ابو بکر و عمر ایک طرف عثمان ہیں جلوہ گر

ہر طرف اصحاب اور انصار ہیں درمیاں میں احمد مختار ہیں

سامنے نوشہ علیِ مرتضیٰ حیدر کرّار شاہ لا فتی

آج گویا عرش آیا ہے اتر یا کہ قدسی آگئے ہیں فرش پر

جمع جب یہ سارا مجمع ہو گیا سید الکونین نے خطبہ پڑھا

جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفیٰ عقدزہرہ کا علی سے کردیا

چار سو مثقال چاندی مہر تھا وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا

بعد میں خرمے لٹائے لا کلام ما سوا اس کے نہ تھا کوئی طعام

ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی اور ہر ایک نے مبارک باد دی

گھر سے رخصت جس گھڑی زہرہ ہوئیں والدہ کی یاد میں رونے لگیں

دی تسلی احمد مختار نے اور فرمایا شہ ابرار نے

فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم میکہ اور سسرال میں اعلیٰ ہو تم

باپ تیرا ہے امام الانبیا — اور شوہر اولیا کے پیشوا
ماہ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی — تب علی کے گھر میں ایک دعوت ہوئی
جس میں تھیں دس سیر جو کی روٹیاں — کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بے گماں
اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے — اور یہ دعوت سنّت اسلام ہے
سب کو ان کی راہ چلنا چاہیے — اور بری رسموں سے بچنا چاہیے
فاطمہ زہرہ کا جس دن عقد تھا — سن لو ان کے ساتھ کیا کیا نقد تھا

جہیز

ایک چادر سترہ پیوند کی — مصطفیٰ نے اپنی دختر کو جو دی
ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف — ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف
جس کے اندر اون نہ ریشم نہ روئی — بل کہ اس میں چھال خرمے کی بھری ہوئی
ایک چکی پیسنے کے واسطے — ایک مشکیزہ تھا پانی کے لیے
ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں — نقری کنگن کی جوڑی ہاتھ میں
اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا — ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا
شہزادی سیّد الکونینؐ کی — بے سواری ہی علی کے گھر گئیں
واسطے جن کے بنے دونوں جہاں — ان کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں
اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام — صاحب لولاک پر لاکھوں سلام

شہزادی کونین کی زندگی

آئیں جب خاتونِ جنّت اپنے گھر
پڑ گئے سب کام ان کی ذات پر

کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے
ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ گئے

دی خبر زَہرہ کو اسد اللہ نے
بانٹے ہیں قیدی رسول اللہ نے

ایک لونڈی بھی اگر ہم کو ملے
اس مصیبت سے تمھیں راحت ملے

سن کے زہرہ آئیں صِدّیقہ کے گھر
تا کہ دیکھیں ہاتھ کے چھالے پدر

پر نہ تھے دولت کدہ میں شاہ دیںؐ
والدہ سے عرض کر کے آگئیں

گھر میں جب آیے حبیب کبریا
والدہ نے ماجرہ سارا کہا

فاطمہ چھالے دکھانے آئی تھیں
گھر کی تکلیفیں سنانے آئی تھیں

آپ کو گھر میں نہ پایا شاہ دیںؐ
مجھ سے سب درد دکھ اپنا کہہ گئیں

ایک خادم آپ ان کو بھی دیںؐ
چکی اور چولہے کے وہ دکھ سے بچیں

شب کو آئے مصطفیٰؐ زہرہ کے گھر
اور کہا دختر سے اے جان پدر

ہیں یہ خادم ان یتیموں کے لیے
باپ جن کے جنگ میں مارے گئے

تم پہ سایہ ہے رسول اللہ کا
آسرا رکھو فقط اللہ کا

ہم تمھیں تسبیح اک ایسی بتائیں
آپ جس سے خادموں کو بھول جائیں

اولاً سبحان ۳۳ بار ہو
اور پھر الحمد اِتنی ہی پڑھو

اور ۳۴ بار ہو تکبیر بھی
تا کہ سو ہو جائیں یہ مل کر سبھی

پڑھ لیا کرنا اسے ہر صبح شام ورد میں رکھنا اسے اپنے مدام

خلد کی مختار راضی ہو گئیں سن کے یہ گفتار خوش ہو گئیں

سالکؔ ان کی راہ جو کوئی چلے دین و دنیا کی مصیبت سے بچے

حضور بدر ملت کے دو اہم فتوے

(۱) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کیا بوقت نکاح اسے علم نہیں تھا کہ بکر غیر مقلد ہے بل کہ وہ سمجھ رہا تھا اور یقین کئے ہوئے تھا کہ بکر سنی صحیح العقیدہ ہے لڑکی دو تین مرتبہ جا چکی ہے تب معلوم ہوا کہ وہ غیر مقلد ہے اب زید اپنی لڑکی کا نکاح ایک سنی لڑکا سے کرنا چاہتا ہے زید کو شریعت کیا حکم دیتی ہے آیا نکاح اول کا انعقاد ہوا یا نہیں ؟ زید اپنی لڑکی کا دوسرا نکاح بغیر طلاق کے کرسکتا ہے یا نہیں؟ نیز لڑکی وہاں جانے کے لئے راضی نہیں ہے احکام قطعیہ سے آگاہ فرمایا جائے۔

المستفتی محمد سمیع اللہ مہنداول ضلع بستی (یوپی)

الجواب: نکاح کے وقت اگر بکر غیر مقلد تھا تو نکاح منعقد ہی نہ ہوا اور بعد نکاح وہابی ہوا تو اب نکاح باطل ہو گیا لہذا زید اپنی لڑکی کا نکاح بلا حصول طلاق دوسرے سے کرسکتا ہے۔

وہابیت غیر مقلدیت ارتداد ہے اس لئے کہ کوئی وہابی اس زمانے میں ایسا نہیں ملے گا جو خود کو موحد اور سنیوں کو مشرک اعتقاد نہ کرتا ہو۔

جامع الفصولین میں ہے والمختار للفتوی فی هذه المسائل ان قائل هذه المقالات لو اراد الشتم ولا یعتقده کا فرالا یکفر وان اعتقده

کافرا کفراہ والمولیٰ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ اعلم۔

کتبہ: بدرالدین احمد القادری الرضوی

صدر المدرسین دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی (یوپی) ۹ ۱۳۷ھ

(منقول از فتاوی فیض الرسول ج اول ص ۶۰۸)

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ ہندہ بریلوی مسلک کی ماننے والی ہے اور خالد کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں کہ وہ کس مسلک کا ماننے والا ہے جب کہ یہ معلوم ہوا کہ جہاں کا وہ رہنے والا ہے وہاں کے اکثر لوگ دیوبندی ہیں اس صورت حال میں کیا کیا جائے تحقیق کے لئے لڑکی والا راضی نہیں وہ باعث نزع خیال کرتے ہوئے اس بات پر مصر ہے کہ نکاح کسی طرح ہو جائے اس کے بارے میں مدلل ومفصل تحریر فرمائیں۔

نوٹ:۔ دیوبندی کا نکاح پڑھانے والے اور اس کے سننے والے کا نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے آیا ان کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی محمد فاروق رضوی

صدر مدرس مدرسہ عربیہ اہل سنت مصباح العلوم محلہ بدھیانی، خلیل آباد، ضلع بستی (یوپی)

الجواب:۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مسئولہ میں بلا تحقیق ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ پڑھانا درست نہیں اگر تحقیق کے لئے لڑکی والا راضی نہیں تو دال میں کچھ کالا ہے لڑکی والا خود گمراہ ہے۔ نکاح پڑھائی کا چند پیسہ دلوا کر نکاح پڑھانے والے کو بھی اپنی گمراہی میں

گھسیٹنا چاہتا ہے۔ خدائے پاک اس کو ہدایت دینے کے ساتھ اس کی مشکل آسان فرمائے

اِنَّہٗ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

دیوبندی عقیدہ والے کا نکاح باطل ہے تو جو شخص جائز سمجھ کر نکاح پڑھے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یونہی جو لوگ نکاح کی محفل میں دیوبندی عقیدہ والے کا نکاح جائز سمجھ کر ایجاب وقبول سنیں گے ان کا بھی نکاح ٹوٹ جائے گا۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند ربی جل جلالہٗ ثم عند رسولہٖ ﷺ۔

کتبہ۔ بدر الدین احمد القادری رضوی

مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی ۶ ذی القعدہ ۱۴۰۸ھ (منقول از رجسٹر بدر الفتاویٰ)

وہابیوں سے نکاح ان کے ہاتھ کا ذبیحہ نیز ان کے جنازے کا شرعی حکم

بے ادب جو ہے رسول اللہ کا کیا تعلق ہم سے اس گمراہ کا

اپنے مذہب کو نہ ہرگز چھوڑیئے بدعقیدوں سے نہ رشتہ جوڑیئے

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہابیوں دیوبندیوں وغیرہ کے عقائد کفریہ طشت از بام ہو گئے اب جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے اور جو شخص اپنی دختر یا خواہر کو ایسے کے نکاح میں دے وہ یقیناً دیوث ہے۔ وہ اپنی بہن بیٹی کو صریح زنا کے لئے دینے والا ہے حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اس پر جنت حرام ہے۔ اللہ روز قیامت اس پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ شریف ج ۹ اور ۵ ص ۲۷۹/۳۱۳)

جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اس پر فرض فرض ہے کہ فوراً فوراً فوراً اس سے جدا ہو جائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں بل کہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو یہاں تو نکاح ہی سرے سے نہ ہوا نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کے لئے عدت نہیں۔ بلا طلاق بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے (ملخصاً فتاوی رضویہ شریف ج ۵ ص ۳۳۴)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہابی عقیدے والے کا نکاح باطل ہے تو جو شخص جائز سمجھ کر نکاح پڑھے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یوں ہی جو لوگ نکاح کی محفل میں، وہابی عقیدے والے کا نکاح جائز سمجھ کر ایجاب وقبول سنیں گے ان کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا پس ایسے افراد پر حکم شرع یہ ہے کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں بعد توبہ وتجدید ایمان اگر بیوی رکھتے ہوں تو نکاح جدید بمہر جدید کریں اور اگر مرید ہوں تو تجدید بیعت بھی کریں اتنا کر لینے کے بعد نکاح خواں پر ضروری ہے کہ اس کے باطل ہونے کا اعلان کر دے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کر دے اسی طرح وہابیوں کا ذبح کیا ہوا جانور مردار اور سور کے مانند ہے (فتاوی رضویہ ج ۸ ص ۳۲۹/۲۲۲) قربانی یا عقیقہ کا جانور ہے تو حرام بھی ہو جائے گا اور نہ قربانی ہوگی نہ عقیقہ ہوگا۔

اسی کے مانند وہابیوں دیوبندیوں وغیرہ کی نماز جنازہ پڑھنا اور پڑھانا ان کے لئے ایصال ثواب ودعائے مغفرت کرنا کفر ہے اگر ان کو مسلمان سمجھ کر کیا جب بھی کفر ہے اور کافر سمجھ کر کیا جب بھی کفر ہے۔ ان بے دینوں کو مٹی دینا بھی حرام ہے اور ان کی قبر پر کھڑا ہونا بھی ناجائز ہے (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۶ ص ۱۹۵)

پس جن بدنصیبوں نے وہابیوں کی نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی ان پر لازم ہے کہ فوراً توبہ اور تجدید ایمان (کریں اور) اگر بیوی رکھتے ہوں تو تجدید نکاح بمہر جدید کریں اور اگر مرید ہوں تو تجدید بیعت بھی کریں۔

دور حاضرہ میں کیڑے مکوڑے کی طرح ٹوپی کرتا اور کلمہ نماز کے نام پر پھیلے ہوئے نجدی، تبلیغی، مودودی، (ایس۔آئی۔او اور ایف۔آئی او) گروپ ندوی، غیر مقلد یعنی اہل حدیث اور نیچری وغیرہم یہ سب کے سب ایک ہی جھولی کے چٹے بٹے ہیں اور کفری عقیدے میں وہابی دیوبندی۔ سے بالکل متّفق اور متحّد ہیں۔

لہذا مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ اس قسم کے ہر بدمذہب کا ذبیحہ مردار ہے۔ان کے ساتھ نکاح حرام و باطل و محض زنا، ان کی نماز جنازہ، ان کے ساتھ کھانا پینا بیٹھنا، ملنا جلنا غرضکیہ کوئی برتاؤ مسلمان سا کرنا ہرگز ہرگز کسی طرح جائز نہیں سرکار حضور مفتی اعظم ارشاد فرماتے ہیں۔

دشمن جاں سے کہیں بدتر ہے دشمن دین کا
ان کے دشمن سے کبھی ان کا گدا ملتا نہیں

تمت بالخیر

فقیر قادری کی اشاعتی سرگرمیاں

اس دور پرفتن و پرآشوب میں ہر طرف سے دین حق یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ و یلغار ہے۔ اس سچے مسلک سے برگشتہ کرنے اور اس امتیازی نام کو مٹانے کے لئے نجدیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے علاوہ نام نہاد محققین، ایڈیٹرس، رائٹرس اور آزاد خیال مولوی اور پیر صاحبان کئی سالوں سے ایڑی چوٹی کے زور لگائے ہوئے ہیں اور یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ مسلک کے متعلق قبر میں نہیں پوچھا جائے گا۔ ایسے گاڑھے وقت میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت اور متصلب علمائے اہل سنت کی تصنیفات و تالیفات کی ترویج و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔ فقیر اس دینی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود اپنی بساط کے مطابق آج سے تقریبا ۲۲/۲۳ سال قبل سے مذہب اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں سرگرم عمل ہے۔ اور اس عرصہ میں بفضلہٖ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس گدائے اضوی کی جدو جہد سے مندرجہ ذیل کتب طبع ہو کر ملک اور بیرون ملک تک پہونچ چکی ہیں (۱) ازالۃ العار (۲) حقیقت نکاح (۳) مضامین بدر ملت (۴) مکتوبات بدر ملت (۵) رسائل بدر ملت (۶) نورانی گلدستہ (۷) اظہار حق مع تحقیقی جواب (۸) تذکرہ سرکار غوث و خواجہ (۹) ضمیمہ فتاویٰ مصطفویہ (۱۰) معارف بدر العلماء (۱۱) وہابیت اپنے مکر و فریب کے آئینے میں (۱۲) نوری قاعدہ (۱۳) تعمیر ادب مکمل سیٹ مع تصحیح کتابت و اضافہ) (۱۴) تعمیر قواعد حصہ اول، دوم (۱۵) مناظرہ بریلی (۱۶) لاؤڈ اسپیکر مع تحقیقات اکابر اہل سنت (۱۷) تین اعتقادی رشتے (۱۸) ہدایۃ البریۃ (۱۹) حدائق بخشش

(۲۰) ذوق نعت (۲۱) سامان بخشش (۲۲) قبالۂ بخشش (۲۳) احکام شرعیہ بر عقائد وہابیہ

(۲۴) نورہدایت (۲۵) کرامات صحابہ (۲۶) تقریر منیر (۲۷) مختصر تذکرہ میلاد النبی ﷺ

(۲۸) اذان کی شرعی حیثیت (۲۹) تلمیحات رضا (۳۰) شیر بیشہ اہل سنت کا پیغام سنی

مسلمانُں کے نام (۳۱) تحقیقی محاسبہ (۳۲) مسئلہ مرغوب (۳۳) فیضان دعا

(۳۴) تجانب اہل السنۃ (۳۵) ہندوستان کا مروجہ پردہ۔ ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ

دور حاضر کے فرقہائے باطلہ وہابیہ، دیوبندیہ، نجدیہ، تبلیغیہ، مودودیہ، ندویہ، نیچریہ، رافضیہ

، صلح کلیہ وغیرہم کے رد میں ہزار ہاہزار پوسٹر، پمفلیٹ وغیرہ بھی چھپ کر دور دراز مقام تک

بٹوائے گئے اور بفضلہٖ تعالیٰ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔

پروردگار عالم بطفیل سرکار مصطفےٰ ﷺ ان خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور تا زیست اپنی

رضا اور اپنے محبوب کی خوشنودی میں زندگی گزارنے کی توفیق دے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر

چلتے ہوئے خاتمہ ایمان پر نصیب فرمائے اور ہمارے جملہ متعلقین ومعاونین اور ان کی

آنیوالی نسلوں کو شاد وآباد رکھ کر حوادث وآفات سے محفوظ رکھے اور اپنی رحمت بے غایت

سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ اور ان سے راضی رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم

فقط عبد الصمد قادری۔ خادم مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

یوم وہابیت کش دوشنبہ مبارکہ ۱۴؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ